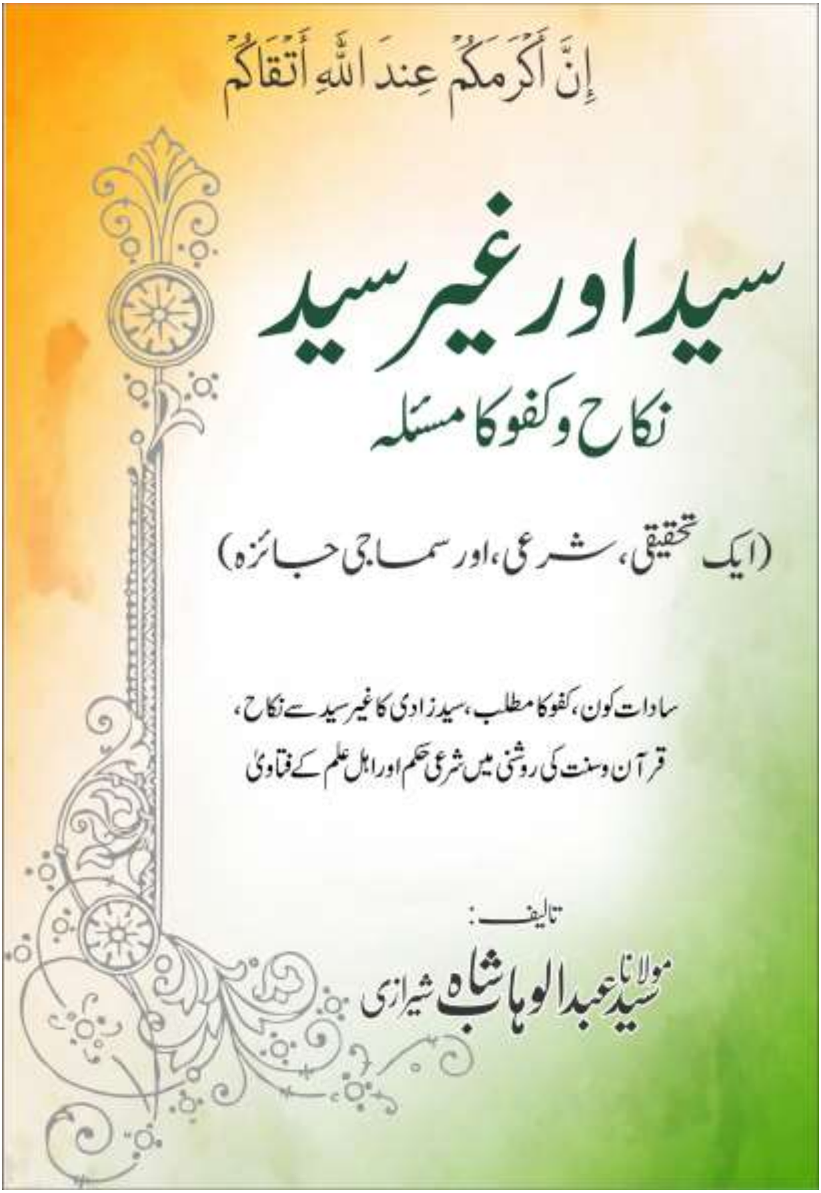
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

سید اور غیر سید

نکاح و کفو کا مسئلہ

(ایک تحقیقی، شرعی، اور سماجی جائزہ)

سادات کون، کفو کا مطلب، سیدزادی کا غیر سید سے نکاح،
قرآن وسنت کی روشنی میں شرعی حکم اور اہل علم کے فتاویٰ

تالیف:
مولانا سید عبدالوہاب شاہ شیرازی

سید اور غیر سید کا نکاح

(ایک تحقیقی، شرعی، اور سماجی جائزہ)

اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ
وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق دے،

اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین یارب العالمین۔

مولف:

مولانا سید عبدالوہاب شاہ شیرازی

www.NuktaGuidance.com

www.EislamicBook.com

فہرست مضامین

مقدمہ ___ 5
سید سے مراد کیا ہے؟ ___ 12
سادات کی تعریف اور ان کی اقسام ___ 13
ہاشمی سادات کے متعلق شریعت کے دو پہلو ___ 14
نسب کی تحقیق کا معیار ___ 16
فضیلت اہل بیت ___ 18
مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ ___ 24
حضرت ابو بکر صدیقؓ کا فرمان (بخاری) ___ 24
کُفُو (برابری) کا مفہوم ___ 27
کفو لغوی و شرعی تعریف ___ 27
فقہاء کے اقوال (چاروں مکاتبِ فکر) ___ 30
بنوری ٹاون کا ایک فتوی ___ 32
کفو کے بارے مفتی عبد القیوم ہزاروی کا فتویٰ ___ 39
سید زادی کا نکاح غیر سید سے ___ 51
کیا سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے شرعاً ناجائز ہے؟ ___ 51
شرعی دلائل کی روشنی میں رد: ___ 58
نکاح کا اصل مقصد: تقویٰ، دینداری اور صالح نسل ___ 69

نکاح کی غرض وغایت ________ 69
آج کے دور میں اس مسئلے کی حیثیت ________ 72
فتنے سے بچاؤ اور حکمت و مصلحت کا پہلو ________ 74
سادات اور غیر سادات کے درمیان نکاح کے اصول ________ 75
قرآن وسنت کی روشنی میں متوازن موقف ________ 77
عام سوالات اور ان کے مدلل جوابات ________ 79
چند فتاویٰ جات ________ 82
دیوبند مکتبہ فکر ________ 82
اہلِ حدیث مکتبہ فکر ________ 96
بریلوی مکتب فکر ________ 96
شیعہ مکتبہ فکر ________ 104
امام صادقؑ کی بیٹی کا اموی سے نکاح: ________ 120
پوری بحث کا خلاصہ ________ 123

www.EislamicBook.com

مقدمہ

کتابچے کا مقصد اور اہمیت

اسلام ایسا دین ہے جو ہر پہلو سے انسان کی رہنمائی کرتا ہے، چاہے وہ عبادات ہوں یا معاملات، معاشرت ہو یا اخلاقیات۔ نکاح ایک عظیم سنت اور انسانی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اس کا تعلق صرف دو افراد سے نہیں بلکہ دو خاندانوں، نسلوں اور معاشروں سے ہوتا ہے۔

اس کتابچے کا بنیادی مقصد ایک ایسے مسئلے کو واضح کرنا ہے جو برصغیر کے بعض طبقات میں ایک نازک بلکہ حساس حیثیت اختیار کر چکا ہے یعنی:

"کیا سید خاندان سے تعلق رکھنے والی لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے ہو سکتا ہے؟"

یہ سوال بظاہر ایک مخصوص طبقے سے متعلق ہے، مگر اس کے اثرات کئی گھرانوں، بیٹیوں اور نوجوانوں کی زندگیوں پر پڑ رہے ہیں۔ بعض اوقات صرف "نسب" کی بنیاد پر ایسے نکاحوں سے انکار کر دیا جاتا ہے جن میں دین داری، کردار، علم اور خلوص جیسی صفات بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔

یہ مسئلہ اس وقت اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے جب اس کو دین کی طرف منسوب کیا جائے، جبکہ درحقیقت دین اسلام میں "تقویٰ" اور "کردار" کو ترجیح دی گئی ہے، نہ کہ محض نسب یا خاندان کو۔

کتاب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی

مجھے یہ کتابچہ تیار کرنے کی ضرورت اس لیے بھی پڑی کہ تین چار دن قبل ضلع مانسہرہ میں ایک دلخراش ، افسوسناک اور انسانیت سے گرا ہوا واقعہ پیش آیا، جہاں ایک سید خاندان کی

لڑکی کو بے دردی سے اس کی سولہ ماہ کی بچی سمیت قتل کردیا جس نے گجر خاندان کے لڑکے کے ساتھ بھاگ کر کورٹ میرج کردی تھی اور شادی کو بھی تین چار سال گزر چکے تھے اور اب اس کی ایک پندرہ ماہ کی بچے بھی تھی۔ جاہل ظالموں نے نا صرف اس لڑکی کو گولیاں مار کر قتل کردیا بلکہ اس کی معصوم، بے گناہ سولہ مہینے کی بچی کو بھی پہلے اس کے سامنے قتل کیا حالانکہ اس بچی کا کوئی قصور نہیں تھا وہ تو بے زبان تھی وضاحت اور شکوہ نہیں کرسکتی تھی لیکن قیامت کے دن اللہ سے شکوہ کرے گی اور کہے گی:

بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ (تکویر 9)

مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا؟

جس لڑکی نے گھر سے بھاگ کر ایک لڑکے سے کورٹ میرج کر لی تھی اگرچہ اس کا یہ فعل بھی ناجائز، غلط اور باغیانہ تھا جسے درست نہیں کہا جاسکتا، اور نا اس کی حمایت کی جاسکتی ہے کہ جن والدین نے اسے اٹھارہ بیس سال تک جان جوکھوں میں ڈال کر پالا تھا جب وہ جوان ہوئی تو گھر سے بھاگ کر اس نے اپنے گھر اور والدین کی عزت کو خاک میں ملایا۔ لیکن یہ فعل سرزد ہونے اور قانونی طریقے سے نکاح ہو جانے اور پھر اولاد بھی ہو جانے کے بعد قانون اپنے ہاتھ میں لے کر قتل کرنا کسی صورت قابل قبول یا قابل معافی نہیں ہے۔

اس افسوسناک واقعے کے بعد سوشل میڈیا پر ایک بحث چل پڑی کہ کیا سیدزادی کا نکاح غیر سید لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ ضلع مانسہرہ سے تعلق رکھنے والے سید خاندان کے فیس بکی دانشور بھانت بھانت کے فرسودہ، جاہلانہ اور قومیت پرستانہ دلائل دینے لگ گئے، اور ان دلائل میں بات یہاں تک پہنچ گئی کہ کچھ لوگوں نے یہ تک کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبوری کے تحت

اپنی بیٹیاں غیر سید کو دی تھیں، ورنہ وہ ایسا نا کرتے، گویا اللہ کا پیغمبر بھی نعوذ بااللہ مجبوری میں ایسا کام کرلیتا ہے جو شریعت میں جائز نہیں، ان جاہلوں کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ مقام نہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔اور کچھ نے کہا غیر سید کے ساتھ نکاح حرام اور ازدواجی تعلق زنا،اور پیدا ہونے والی اولاد حرام کی اولاد ہے۔

چونکہ میں خود ایک سید خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، اور دین کا طالبعلم بھی ہوں اسی لیے ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ حق و سچ اور شریعت کا حکم و پیغام انسانوں تک پہنچایا جائے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

بحیثیت ایک دین کا طالبعلم ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کہ میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں اس بارے اہل سنت والجماعت کا موقف اور شرعی حکم و فیصلہ بیان کروں۔ کیونکہ شریعت کسی کے تابع نہیں کہ ہم اس کو بیان کرنے یا اختیار کرنے میں ایسے جاہلوں کی پیروی کریں جن کے نزدیک برادری اور قومیت اول اور دین محمدی ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات ہی ہمارا اول آخر ہیں، قومیت اور ذات پات کو شریعت پر ترجیح دینا اہل سنت والجماعت کا شیوہ نہیں ہے۔جبکہ اس کے برعکس پاکستان کے اہل تشیع مکتبہ فکر میں ذات پات کو اہمیت دی جاتی ہے، اور پاکستان کے اہل تشیع کے ہاں غیر سید سے نکاح کو حرام سمجھا جاتا ہے، حالانکہ پاکستان و انڈیا کے علاوہ تمام دنیا بشمول ایرن کے سب اہل تشیع اس کے جواز کے قائل ہیں۔

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کرنے سے متعلق آگے ہم تفصیل سے بات کریں گے البتہ یہاں اتنی بات یاد رکھیں، یہ مسئلہ صرف پاکستان اور انڈیا میں پایا جاتا ہے، باقی پوری دنیا،

عرب ممالک، حتی کے ایران میں بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے جائز ہے۔ چونکہ پاکستان اور انڈیا میں ہندووں کی عظیم اکثریت موجود ہے اور یہاں کے مسلمانوں صدیوں سے ان کے ساتھ رہتے آرہے ہیں اس لیے جیسے اور بہت ساری ہندووانہ رسم و رواج یہاں کے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں ایسے ہی یہ کی کمین سمجھنے کی بدعت بھی ہندووں سے آئی ہے۔ورنہ پاکستان انڈیا کے علاوہ باقی دنیا کے اہل تشیع بھی سیدزادی کے نکاح کو غیر سید سے ناجائز نہیں سمجھتے۔

معاشرتی پس منظر اور مسئلے کی حساسیت

ہمارے معاشرے میں سید خاندان کو ایک اعلیٰ، مقدس اور معزز نسب مانا جاتا ہے، جو کہ اپنی جگہ درست اور قابلِ احترام ہے۔ نبی کریم ﷺ کے خاندان سے نسبت بلا شبہ شرف کا باعث ہے، لیکن بعض طبقات میں اس شرف کو اتنا بڑھا دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے باکردار اور دین دار مسلمانوں کو اپنے کفو (برابر) ہی نہیں سمجھتے۔ یہ رویہ صرف سماجی نہیں بلکہ عملی مشکلات کا سبب بھی بن رہا ہے، دیندار، نیک سیرت اور تعلیم یافتہ نوجوان اس لیے رد کر دیے جاتے ہیں کہ وہ سید نہیں۔ سید گھرانوں کی لڑکیاں شادی کے لیے عمر گزار دیتی ہیں کیونکہ "سید لڑکا" دستیاب نہیں ہوتا۔اور بعض اوقات نکاح کی بندش زنا اور فتنہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

قرآن نے ہر قسم کے نسلی اور لسانی تعصب کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

(سورۃ الحجرات، آیت 13)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی ہر قسم کے نسلی تعصب کی نفی کی گئی ہے۔

1. مسند احمد کی روایت

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ، لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ، إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجِعْلِ الَّذِي يَدْفَعُ بِأَنْفِهِ النَّتْنَ

ترجمہ:

بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور آباء پر فخر ختم کر دیا ہے۔ اب یا تو کوئی مومن متقی ہے یا فاسق بدبخت۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔ لوگ اپنے آباء پر فخر کرنا چھوڑ دیں، وہ جہنم کے کوئلے ہیں، ورنہ وہ اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتا ہے۔

حوالہ: مسند احمد: حدیث 23489 (سند صحیح)

2. صحیح مسلم کی حدیث

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ...

(صحیح مسلم، حدیث: 6751)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور آباء پر فخر ختم کر دیا ہے۔ اب یا تو کوئی مومن متقی ہے یا بد بخت فاجر۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے۔

3. حدیث: "اسے چھوڑ دو، یہ بدبودار ہے"

جب ایک انصاری اور مہاجر صحابی کے درمیان جھگڑا ہوا اور انہوں نے قوم کے نام سے پکارا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ"

ترجمہ: "اسے چھوڑ دو، یہ بدبودار (جاہلیت) ہے۔"

حوالہ: صحیح البخاری، حدیث: 4905، صحیح مسلم، حدیث: 2584

اسلامی معاشرہ کا اصول: تقویٰ

اسلام نے واضح کیا کہ انسان کی عزت و شرف کا معیار اس کا تقویٰ اور کردار ہے، نہ کہ اس کی نسل، رنگ، زبان یا علاقے کی نسبت۔

اسلام میں قومیت، نسلی تفاخر اور جاہلی تعصبات کی کوئی گنجائش نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام جاہلی رسوم کو اپنے قدموں تلے روندنے کا اعلان فرمایا، اور ہمیں ایک امت بننے، عدل وانصاف سے رہنے، اور تقویٰ کی بنیاد پر برتری کا شعور رکھنے کی تعلیم دی۔

مسند احمد میں ایک روایت اس طرح ہے:

"أَلَا إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ، وَأَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ."

ترجمہ:"خبردار! جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں تلے رکھے گئے ہیں، اور جاہلیت کے تمام امور منسوخ ہیں۔" حوالہ: مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 20172۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانیت کو وحدت، اخوت، عدل اور تقویٰ کی بنیاد پر جوڑتا ہے۔ اسلام نے ہر قسم کی قوم پرستی، رنگ و نسل، زبان یا علاقے کی بنیاد پر فخر و امتیاز کو رد کر کے صرف تقویٰ کو فضیلت کی بنیاد قرار دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام فخر اور نسب پر مبنی تعصبات کو میں نے اپنے قدموں تلے روند دیا ہے۔

قوم پرستی کیا ہے؟

قوم پرستی (Nationalism) یا عصبیت جاہلیہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص صرف اپنی نسل، زبان، قوم یا علاقے کو بہتر سمجھے اور باقی سب کو حقیر جانے، اور ان بنیادوں پر دوسروں کو کمتر سمجھے یا ظلم کرے۔ یہ رویہ جاہلیت کا شعار تھا، جسے اسلام نے ختم کر دیا۔

یہ کتابچہ اسی حساس پہلو کی وجہ سے نکاح کے مفسدات کو اجاگر کرنے، اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرنے، اور ایک متوازن و علمی موقف پیش کرنے کی کوشش ہے تاکہ اہلِ علم، والدین، نوجوان اور معاشرے کے تمام طبقات اس معاملے کو قرآن و سنت اور سلف صالحین کی روشنی میں سمجھ سکیں۔

راقم: مولانا سید عبدالوہاب شاہ شیرازی

اپریل 09 سن 2025۔اسلام آباد

سید سے مراد کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ جان لیتے ہیں کہ سید سے کیا مراد ہے۔

لغوی و اصطلاحی تعریف

"سَیِّد" (سید) عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں:

آقا، سردار، معزز، بزرگ اور صاحبِ مرتبہ شخص۔

قرآن و حدیث میں یہ لفظ مختلف مواقع پر عزت دار یا قائد شخص کے لیے استعمال ہوا ہے، جیسے:

﴿وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾

"اور وہ (یحییٰ علیہ السلام) سردار، عورتوں سے بچنے والے اور نیک لوگوں میں سے نبی تھے۔" —(سورۃ آلِ عمران:39)

اصطلاحی طور پر جب ہم "سید" کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ہوتا ہے: وہ شخص جو نسب کے لحاظ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو، یعنی آلِ بیت میں شامل ہو۔

سادات کی تاریخی شناخت

نبی کریم ﷺ کی نسلِ مبارکہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ اور حضرت علیؓ کے ذریعے آگے چلی۔ آپ ﷺ کے دونوں صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم بچپن میں وفات پا گئے تھے، اس لیے آپ کی نسل صرف بیٹیوں کے ذریعے جاری رہی۔ لہٰذا، "سید" سے مراد عام طور پر وہ افراد لیے جاتے ہیں جو حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کی اولاد

میں سے ہوں۔انہیں حسنی سادات (حضرت حسنؓ کی نسل) اور حسینی سادات (حضرت حسینؓ کی نسل) کہا جاتا ہے۔ لیکن سادات ان کے علاوہ بھی ہیں۔

سادات کی تعریف اور ان کی اقسام

"سادات" اُن افراد کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اجداد جناب ہاشم کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب ہاشم رسول اللہ ﷺ کے پردادا تھے، اور ان کی نسل کو "بنی ہاشم" یا "ہاشمی سادات" کہا جاتا ہے۔

جناب ہاشم کی اکلوتی اولاد جناب عبدالمطلب تھے، جن کے گیارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ابو لہب کی اولاد کو چھوڑ کر باقی تمام بیٹوں کی نسل ہاشمی سادات میں شامل سمجھی جاتی ہے۔

اسی بنیاد پر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی نسل، جنہیں عباسی کہا جاتا ہے، ہاشمی سادات میں شمار ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد مثلاً حضرت عباس علمدار کی نسل بھی ہاشمی سادات میں آتی ہے، کیونکہ وہ بھی جناب ہاشمؑ کی نسل میں سے ہیں۔

ہاشمی سادات کی دو بنیادی اقسام

فاطمی ہاشمی سادات:

یہ وہ افراد ہیں جو جناب سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کی نسلی اولاد۔

غیر فاطمی ہاشمی سادات:

یہ وہ سادات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دیگر رشتہ داروں جیسے چچاؤں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد کے ذریعے ہاشمی نسب سے ہیں، مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے نہیں۔

ہاشمی سادات کے متعلق شریعت کے دو پہلو

سادات کے متعلق شریعت کے دو الگ پہلو سمجھنا نہایت ضروری ہے، تاکہ اس میں غلو سے بچا جاسکے۔

1۔ فقہی احکام (تمام ہاشمی سادات کے لیے یکساں)

فقہی اعتبار سے ہاشمی سادات پر کچھ خاص احکام لاگو ہوتے ہیں، خواہ وہ فاطمی ہوں یا غیر فاطمی۔

زکات اور فطرانہ لینا ممنوع

شریعت میں بنی ہاشم پر واجب صدقات (جیسے زکات اور فطرانہ) لینا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس حکم کا اطلاق تمام ہاشمی سادات پر ہوتا ہے، جن میں عباسی نسل، حسنی و حسینی نسل، اور دیگر شامل ہیں۔

2۔ آداب و تعظیم کا حکم (خصوصی طور پر فاطمی سادات کے لیے)

فاطمی سادات کو شریعت اور سنتِ نبوی کی روشنی میں ادب و تعظیم کا خصوصی درجہ حاصل ہے، کیونکہ: ان کا نسب براہِ راست رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے، اور ان کی نسبت طرفینی ہاشمی ہے: یعنی والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور والدہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) دونوں بنی ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔

احادیث کی روشنی میں احترام

شیعہ اور سنی کتب میں نبی کریم ﷺ کی نسل سے محبت اور احترام کے متعدد اقوال موجود ہیں۔ اگرچہ ان احادیث میں کچھ کی سند ضعیف ہے، لیکن اہل علم کے نزدیک آداب اور احترام کے باب میں ضعیف احادیث قابلِ استدلال سمجھی جاتی ہیں۔

احترام اور فضیلت میں فرق

اسلامی اصول کے مطابق فضیلت کا اصل معیار تقویٰ، علم اور ایمان ہے، نہ کہ محض نسب۔ نسب کی بنیاد پر ادب و عزت دی جا سکتی ہے، مگر شرعی مناصب یا قیادت کے لیے ضروری ہے کہ اہل شخص ہی آگے لایا جائے، مثلاً:

اگر امامتِ نماز کی بات ہو، تو سید ہونے کے باوجود صرف وہی شخص امام بنے گا جو علم، تقویٰ اور عدالت میں سب سے افضل ہو۔ البتہ اگر تمام شرائط میں سید اور غیر سید برابر ہوں، تو سید کو مقدم کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔

سید ہونا شرف یا فوقیت؟

اسلام میں سید ہونا ایک شرف ضرور ہے، لیکن اس سے کسی کو فوقیت اور شرعی برتری (افضلیت) حاصل نہیں ہوتی جب تک وہ تقویٰ اور کردار میں بھی کامل نہ ہو۔قرآن میں ارشاد ہے:

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

"اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔" — (سورۃ الحجرات:13)

خلاصہ کلام

- ہاشمی سادات، یعنی جناب ہاشم کی نسل، میں تمام وہ افراد شامل ہیں جن کا سلسلہ نسب ان سے ملتا ہو، چاہے وہ فاطمی ہوں یا غیر فاطمی۔
- فقہی طور پر ان پر زکات لینا حرام ہے۔
- فاطمی سادات کو رسول اللہ ﷺ سے نسلی نسبت کی وجہ سے تعظیم و احترام کا خصوصی مقام حاصل ہے۔
- دین میں اصل فضیلت تقویٰ اور ایمان ہے، لیکن نسبتِ رسول ﷺ کی بنیاد پر ادب و عزت دینی چاہیے۔
- سید وہ ہے جو نسلاً رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ہو۔
- یہ شرف ہے، مگر محض نسب کی بنیاد پر کوئی شرعی فوقیت نہیں ملتی۔
- تقویٰ، دیانت اور عمل کی بنیاد پر ہی اصل عزت ہے۔
- سید ہونے کا دعویٰ بغیر تحقیق خطرناک ہے۔

نسب کی تحقیق کا معیار

تاریخی طور پر بعض خاندانوں نے اپنے نسب کو محفوظ رکھنے کے لیے "شجرہ نسب" مرتب کیے، جو باقاعدہ تحقیق اور علمائے نسب کی نگرانی میں تیار ہوتے تھے۔ مگر دورِ حاضر میں سادات کی شناخت اکثر زبانی روایات، بزرگوں کی نسبت، خاندانی دستاویزات، یا القاب (مثلاً: سید، شاہ، بخاری، شیرازی، رضوی، علوی، عباسی وغیرہ) کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ سید ہونے کا دعویٰ ایک شرف ہے، لیکن یہ دعویٰ بغیر دلیل و ثبوت کے کرنا خطرناک ہے، اور اس پر جھوٹی نسبت کرنا سخت وعید کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

ترجمہ: "جس شخص نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسب منسوب کیا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام کر دی گئی۔"

مراجع (حوالہ جات):

صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: من ادعی إلی غیر أبیہ (حدیث نمبر:3508)۔

صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب: بیان تحریم انتساب الإنسان إلی غیر أبیہ۔ (حدیث نمبر: 112 / 63)

فضیلت اہل بیت

اہل بیت کی فضیلت پر مسلم شریف کی ایک مشہور حدیث کی شرح الشیخ محمد بن صالح العثیمین کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

شرح حديث زيد بن أرقم: "أذكركم الله في أهل بيتي"

عن يزيد بن حيان قال: انطلَقتُ أنا وحصين بن سبرة وعمرو بن مسلم إلى زيد بن أرقم رضي الله عنه. فلما جلسنا إليه قال له حصين: لقد لقيتَ يا زيدُ خيرًا كثيرًا؛ رأيتَ رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسمعتَ حديثه، وغزوتَ معه، وصليتَ خلفه؛ لقد لقيتَ يا زيدُ خيرًا كثيرًا. حدِّثْنا يا زيد ما سمعتَ من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قال: يا بن أخي، والله لقد كبرتُ سِنِّي، وقدُم عهدي، ونسيتُ بعض الذي كنتُ أعي من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فما حدَّثتُكم فاقبَلوا، وما لا فلا تُكلِّفونيه. ثم قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يومًا فينا خطيبًا بماء يدعى خُمًّا بين مكة والمدينة، فحمد الله وأثنى عليه، ووعظ وذكَّر، ثم قال:

((أما بعد: ألا أيها الناس، فإنما أنا بشرٌ يوشِك أن يأتي رسولُ ربي فأُجيب، وأنا تاركٌ فيكم ثقلينِ؛ أولهما كتاب الله، فيه

الهدى والنور، فخُذوا بكتاب الله، واستمسِكوا به))، فحثَّ على كتاب الله، ورغَّب فيه، ثم قال: ((وأهل بيتي، أُذكِّرُكم اللهَ في أهل بيتي، أذكِّرُكم اللهَ في أهل بيتي)).

فقال له حصين: ومَن أهلُ بيته يا زيد؟ أليس نساؤه من أهل بيته؟

قال: نساؤه من أهل بيته، ولكنَّ أهل بيته من حُرِم الصدقة بعده.

قال: ومَن هم؟ قال: هم آل عليٍّ، وآل عقيل، وآل جعفر، وآل عباس.

قال: كلُّ هؤلاء حُرِمَ الصدقةَ؟ قال: نعم. رواه مسلم.

وفي رواية: ((ألا وإني تاركٌ فيكم ثقلينِ: أحدهما كتاب الله، وهو حبل الله، مَن اتبَعه كان على الهدى، ومَن تركَه كان على ضلالة)).

وعن ابن عمر رضي الله عنهما، عن أبي بكر الصِّدِّيق رضي الله عنه موقوفًا عليه أنه قال: ارقُبوا محمدًا صلى الله عليه وسلم في أهل بيته. رواه البخاري.

معنى (ارقبوا): راعوه واحترموه وأكرِموه، والله أعلم.

قال سَماحة العلّامةِ الشيخ ابن عثيمين رحمه الله :

هذا الحديث وهذا الأثر في بيان حقِ آل النبي صلى الله عليه وسلم، وقد سبق أنَّ آل بيته هم زوجاته ومن كان مؤمنًا من قرابته، من آل عليّ وآل عقيل وآل جعفر وآل العباس، وهم الذين تحرُمُ عليهم الصدقةُ؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعمِّه العباسِ وقد سأله عن الصدقة، قال: ((إن هذه الصدقات إنما هي أوساخ الناس، وإنها لا تحلُّ لمحمدٍ ولا لآل محمد)).

وآل محمد لهم خصائصُ ليست لغيرهم؛ ففي باب الفَيْءِ لهم حقٌّ يَختصُّون به، كما قال تعالى: ﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى ﴾ [الأنفال: 41]؛ يعني قرابة النبي صلى الله عليه وسلم.

ولهم كرامة وشرف وسيادة، فلا تحلُّ لهم الصدقة ولا الزكاة الواجبة؛ لأنها أوساخ الناس، كما قال تعالى: ﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ ﴾ [التوبة: 103]، فلا يحلُّ لهم الصدقة؛ فهم أشرف وأعلى من أن تحلَّ لهم الصدقة، لكنْ يُعطَوْن بدلها من الخُمس.

ثم بيَّن في حديث زيد بن أرقم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يومَ غديرِ خُمٍّ، وهو غدير بين مكة والمدينة، نزل فيه النبي صلى الله عليه وسلم، ووعظ وذكَّر، وحثَّ على القرآن، وبيَّن أن فيه الشفاء والنور، ثم حثَّ على أهل بيته، فقال: ((أُذكِّرُكم اللهَ في أهل بيتي، أذكِّركم الله في أهل بيتي، أذكِّركم الله في أهل بيتي)).

ولم يقل: إن أهل بيته معصومون، وإن أقوالهم كالقرآن يجب أن يُعمَل بها، كما تدَّعيه الرافضة، فإنهم ليسوا معصومين، بل هم يُخطِئون كما يخطئ غيرهم، ويُصيبون كما يصيب غيرهم، ولكنْ لهم حقُّ قرابةِ النبي صلى الله عليه وسلم كما سبق.

وقوله: ((أذكِّركم الله في أهل بيتي)): يعني اعرِفوا لهم حقَّهم، ولا تَظلِموهم، ولا تعتدوا عليهم، هذا من باب التوكيد، وإلا فكل إنسان مؤمنٍ له حقٌّ على أخيه، لا يحق له أن يعتدي عليه، ولا أن يظلمه؛ لكنْ لآل النبي صلى الله عليه وسلم حقٌّ زائد على حقوق غيرهم من المسلمين.

وإذا كان هذا في حق آل النبي صلى الله عليه وسلم، فما بالُك بحقِّ الرسول صلى الله عليه وسلم؟

حقُّ الرسول صلى الله عليه وسلم أعظمُ الحقوق بعد الله؛ يجب أن يُقدَّم على النفس والولد والأهل وعلى جميع الناس، في المحبة والتعظيم وقَبول هَدْيِه وسنته صلى الله عليه وسلم، فهو مقدَّم على كل أحدٍ صلى الله عليه وسلم.

نسأل الله أن يجعلنا والمسلمين مِن أتْباعِه ظاهرًا وباطنًا.

المصدر: «شرح رياض الصالحين» (3/ 225 228)

ترجمہ:

عن یزید بن حیان قال:

ہم، یعنی میں، حصین بن سبرۃ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا:

"اے زید! تم نے بہت بھلائی دیکھی؛ تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، ان کی حدیث سنی، ان کے ساتھ جہاد کیا، اور ان کے پیچھے نماز پڑھی —— واقعی تم نے بہت بڑی نعمت پائی، لہٰذا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنایئے۔"

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا:

" بھتیجے! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے وقت سے کافی وقت گزر چکا ہے، اور میں کچھ باتیں بھول چکا ہوں جو میں یاد رکھتا تھا۔ تو جو کچھ میں تمہیں سناؤں، وہ قبول کرلو، اور جسے نہ سناؤں اس کا مجھ سے مطالبہ نہ کرو۔" پھر فرمایا:

"ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ مقام تھا 'خُم' نامی ایک جگہ، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی، وعظ فرمایا،اور نصیحت کی، پھر فرمایا:

'لوگو! میں ایک انسان ہوں، عنقریب میرے رب کا قاصد آئے گا اور میں اسے لبیک کہوں گا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: پہلی، اللہ کی کتاب، جس میں ہدایت اور نور ہے۔ تم کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔'

پھر آپ نے کتاب اللہ کی فضیلت پر زور دیا،اور رغبت دلائی۔ پھر فرمایا:

'اور میرے اہل بیت (گھر والے)! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں۔'

حصین نے پوچھا: "اے زید! اہل بیت میں کون شامل ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج بھی اہل بیت میں شامل ہیں؟" زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جی ہاں، آپ کی ازواج بھی اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن (یہاں مراد) اہلِ بیت (سے) وہ ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔"

پوچھا گیا: "وہ کون ہیں؟" فرمایا:

"آل علی، آل عقیل، آل جعفر، اور آل عباس"

پوچھا گیا: "کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟" فرمایا: "ہاں۔" (روایت: صحیح مسلم)

مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ألا وإني قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا بعدي، كتاب الله، وعترتي أهل بيتي، ولن يتفرقا حتى يردا عليّ الحوض."

(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث نمبر: 2408)

ترجمہ: "خبردار! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے: ایک اللہ کی کتاب، اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلِ بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس آئیں گے۔"

حوالہ جات: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب: فضائل علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ۔ سنن ترمذی، حدیث: 3788۔ مسند احمد بن حنبل، حدیث: 10707۔ سنن دارمی، حدیث: 3319

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا فرمان (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا:

" عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال ابو بكر: " ارقبوا محمدا صلى الله عليه وسلم في اهل بيته

أخرجه البخاري، كتاب أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومنقبة فاطمة عليها السلام بنت النبي ﷺ، (20/5)، برقم: (3713). "

یعنی: "محمد ﷺ کا خیال رکھو ان کے اہل بیت کے بارے میں۔"(صحیح بخاری: حدیث نمبر:3713)

ارقبوا کا مطلب ہے: ان کا لحاظ کرو، ان کا احترام کرو، ان کی عزت کرو۔

محدثین اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"ارقُبوا محمَّدًا صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ في أهلِ بَيتِه»، يَعني: احْفَظوه في أهْلِه؛ فلا تَسُبُّوهم ولا تُؤْذوهم، وأهلُ بَيتِه همُ فاطِمةُ وأبْناؤُها وزَوْجاتُه، رَضيَ اللهُ عنهم أجْمَعينَ".

"نبی کریم ﷺ کا ان کے اہلِ بیت کے بارے میں لحاظ رکھو۔"

یعنی: ان کی اہلِ بیت کا احترام کرو، ان کی حفاظت کرو؛ انہیں برا نہ کہو اور نہ انہیں اذیت دو۔ اور نبی ﷺ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کی اولاد، اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔

"في أثر أبي بكر رضي الله عنه دليل على معرفة الصحابة رضي الله عنهم بحق أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوقيرهم واحترامهم، فمن كان من أهل البيت مستقيما على الدين مُتَّبِعًا لِسنَّة رسول الله صلى الله عليه وسلم فله حقان: حق الإسلام وحق القرابة من رسول الله

صلى الله عليه وسلم ، وفيه أن أبا بكر والصحابة كانوا يحبون آل البيت ويوصون بهم خيرًا."

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اثر (قول) میں اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے مقام و مرتبے کو جانتے تھے اور ان کا ادب و احترام کرتے تھے۔ چنانچہ جو شخص اہلِ بیت میں سے دین پر ثابت قدم ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پیروکار ہو، اس کے لیے دو حق ہیں: ایک اسلام کا حق، اور دوسرا رسول اللہ ﷺ سے قرابت (رشتہ داری) کا حق۔ اور اس میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر اور دیگر صحابہ اہلِ بیت سے محبت کرتے تھے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی تشریح کا خلاصہ:

اہل بیت میں ازواج مطہرات ﷺ اور آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس (اور وہ سب جو مؤمن ہوں اور نبی ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہوں) شامل ہیں۔

ان کے خصوصی حقوق ہیں مثلا ان پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے، کیونکہ یہ مال انسانوں کے گناہوں کی صفائی کے لیے ہوتا ہے، اور اہل بیت اس سے بالا تر ہیں۔

انہیں مالِ فئے اور خمس سے حصہ دیا جاتا ہے۔

حدیث "أذكركم الله في أهل بيتي" کا مطلب:

"میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، میرے اہل بیت کا خیال رکھنا"

ان پر ظلم نہ کرو، ان کی تعظیم کرو، ان سے محبت کرو۔

شیخ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ اہل بیت معصوم ہیں جیسا کہ روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کی عزت و محبت، نبی ﷺ سے تعلق اور قرابت کی وجہ سے واجب ہے، جیساکہ ہر مسلمان کا حق ہوتا ہے، لیکن ان کا حق زیادہ ہے۔

اور اگر اہل بیت کا اتنا حق ہے، تو نبی کریم ﷺ کا حق سب سے زیادہ ہے آپ کی اطاعت، محبت، تعظیم اور اتباع ہر چیز پر مقدم ہونی چاہیے۔

دعا:

اللهم اجعلنا من محبي رسولك وآل بيته الكرام، واحشرنا في زمرتهم يوم القيامة، آمين.

کُفُو (برابری) کا مفہوم

ہماری شریعت نے ہمیں نکاح میں کفو کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے، اس لیے کفو کے مفہوم کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے۔

کفو لغوی وشرعی تعریف

کُفُو (کفو) عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے: برابر، ہم پلہ، مساوی یا ہم مرتبہ۔

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ اس مفہوم میں آیا ہے:

وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ

"اور اس کا کوئی ہم سر نہیں۔" ——(سورۃ الاخلاص:4)

شرعی اصطلاح میں "کفو" سے مراد وہ برابری ہے جو نکاح کے معاملے میں شوہر اور بیوی کے درمیان مطلوب ہوتی ہے۔ یعنی لڑکا اور لڑکی کا نسب، دین، پیشہ، مال، آزاد یا غلام ہونا، دینداری ،رسم ورواج وغیرہ جیسے پہلوؤں سے ایک دوسرے کے ہم پلہ ہونا۔

نکاح میں کفو کی شرعی حیثیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عورتوں کا نکاح ان کے کفو میں کیا جائے۔" ——(سنن ابن ماجہ، حدیث: 1968)

ایک اور روایت میں فرمایا:

"جب تمہارے پاس کوئی دین اور اخلاق والا شخص نکاح کے لیے آئے تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا۔" ——(ترمذی: 1084)

کفو کی اہمیت اور مقصد

"کفو" دینداری کے ساتھ طرز زندگی، عادات، خصلتیں، تعلیم، معاشی اور معاشرتی حالات میں برابری کو کہا جاتا ہے، صرف نسب کو کف نہیں کہا جاتا۔چنانچہ کفو یعنی دینداری کے ساتھ طرز زندگی، عادات، خصلتیں، تعلیم، معاشی اور معاشرتی حالات میں برابری نہ ہو تو لڑائیاں جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق ہو جاتی ہے لیکن اگر کفو یعنی طرز زندگی، عادات، خصلتیں، تعلیم، معاشی اور معاشرتی حالات میں برابری ہو تو دونوں میں اتفاق رہتا ہے اور زندگی کا پہیہ چلتا رہتا ہے۔نسب جو مرضی ہو۔

نکاح میں کفو کی اہمیت شرعاً تسلیم شدہ ہے، تاکہ :

- فریقین میں ہم آہنگی پیدا ہو۔
- معاشرتی اور خاندانی اختلافات کم ہوں۔
- عورت اور اس کے اہلِ خانہ کو معاشرتی پریشانی نہ ہو۔
- نکاح کا رشتہ قائم رہے، جھگڑا پیدا نا ہو۔
- میاں بیوی کی زندگی خوشی اور سکون سے گزرے۔

کفو دراصل ایک گائیڈ لائن ہے کہ اگر تم ان ان چیزوں کا خیال رکھو گے تو نکاح کا مقصد پورا ہوگا، اور میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزاریں گے۔ کفو میاں بیوی میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا نام ہے تاکہ اختلاف اور جھگڑے سے بچا جاسکے اور نکاح کا رشتہ تادم مرگ جاری رہ سکے۔ کفو کا معاملہ اس طرح نہیں ہے جیسے عام لوگ سمجھ رہے ہے کہ کہ چند الفاظ ہیں ان کو پورا کرنا ہے، مثلا اسلام، حسب نسب، دینداری، معاشی صورت حال، پیشہ ، تعلیم وغیرہ۔ اگرچہ اس میں اسلام والی شرط لازمی ہے لیکن باقی چیزیں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ہیں۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی شرط کے علاوہ بھی ساری چیزیں فرض و واجب ہیں تو پھر شاید ایک لاکھ میں سے بھی ایک رشتہ بمشکل مل سکے جس میں تمام چیزیں برابر ہو سکیں، اور اگر کہیں برابر ہو بھی جائیں تو ممکن ہے لڑکی یا لڑکے کا خاندان رشتہ دینے کے لیے ہی تیار نا ہو۔یہی وجہ ہے کہ عام طور پر رشتے کرتے وقت زیادہ سے زیادہ برابری اور ہم آہنگی کو اختیار کیا جاتا ہے، اور جو چیز میسر نا آسکے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ البتہ جو بیوقوف اور جاہل ہوتے ہیں وہ کسی ایک چیز کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں جب تک یہ پوری نہیں ہوگی رشتہ نہیں دیں گے چنانچہ ایسے لوگوں کی بچیاں گھر میں ہی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔

سچا پیار محبت اور سچا عشق اگر دونوں طرف سے ہو، یکطرفہ نا ہو، یا دھوکہ نا دیا جارہا ہو تو یہ چیز شاید سب سے زیادہ ہم آہنگی کا سبب بن جاتی ہے اور نکاح کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

فقہاء کے اقوال (چاروں مکاتبِ فکر)

1۔فقہ حنفی:

حنفی فقہ میں "کفو" کا لحاظ عورت کے اولیاء کے حق کے طور پر ہے، یعنی:

اگر لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے۔کفو کے عناصر: نسب، اسلام، دینداری، پیشہ، مال، آزادی ہیں۔

2۔فقہ شافعی میں کفاءت:

شافعی فقہ کے مطابق، نکاح میں کفاءت کا اعتبار بنیادی طور پر عورت کے اولیاء کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر ولی رضامند ہو تو غیر کفو سے نکاح جائز ہے۔ کفاءت میں اصل معیار دین (تقویٰ) ہے؛ نسب یا پیشہ کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔

دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الكفاءة حقّ للولي، فإذا زوّج المرأة بغير كفو برضاها، جاز النكاح."

ترجمہ: "کفاءت ولی کا حق ہے؛ پس اگر ولی کی رضامندی سے عورت کا نکاح غیر کفو سے کیا جائے تو نکاح جائز ہے۔" حوالہ: کتاب الأم للشافعی، باب الكفاءة في النكاح

3.فقہ مالکی میں کفاءت:

امام مالک کے نزدیک کفو کا سرے سے اعتبار ہی نہیں اور ہر مرد خواہ سید ہو یا غیر سید ہر عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، مالکی فقہ میں کفاءت کی شرط مستحب ہے، لازمی نہیں۔ یہاں بھی تقویٰ اور دینداری کو اصل قرار دیا گیا ہے؛ نسب یا مال و پیشے کا اتنا اعتبار نہیں جتنا کہ دینداری کا ہے۔

دلیل: امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے:

"لا اعتبار بالكفاءة في النكاح إلا في الدين، فالحرّ العدل كفو للأمة."

ترجمہ: "نکاح میں کفاءت کا اعتبار صرف دین میں ہے؛ پس آزاد نیک شخص باندی کے لیے کفو ہے۔" حوالہ: المدونۃ الکبریٰ، کتاب النکاح

4. فقہ حنبلی میں کفاءت:

حنبلی فقہ میں کفاءت کے عناصر میں نسب، اسلام، پیشہ، دینداری، مال، اور آزادی شامل ہیں۔ اگر ولی رضامند ہو تو غیر کفو سے نکاح جائز ہے؛ لیکن اگر ولی اعتراض کرے تو نکاح فسخ بھی ہو سکتا ہے۔

دلیل: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الكفاءة في النكاح تعتبر في الدين والنسب، فإذا رضي الولي بغير كفو، جاز، وإن أبى، فله حق الاعتراض."

ترجمہ: "نکاح میں کفاءت کا اعتبار دین اور نسب میں ہوتا ہے؛ پس اگر ولی غیر کفو پر راضی ہو تو جائز ہے، اور اگر انکار کرے تو اسے اعتراض کا حق حاصل ہے۔" حوالہ: المغنی لابن قدامۃ، کتاب النکاح

بنوری ٹاون کا ایک فتویٰ

سوال: مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ نکاح میں غیر کفو کیا ہے؟ڈیٹیل میں بیان کیجیے!

جواب: ''کفو'' کا معنی ہے: ہم سر، ہم پلہ، برابر۔ انسانی عقل کا تقاضا اور تجربہ یہ ہے کہ اگر شوہر نسب، دین داری، شرافت، پیشے اور مال داری میں بیوی کے ہم پلہ یا اس سے بڑھ کر نہ ہو تو عموماً نکاح کے حقیقی مصالح و دیرپا مقاصد کا حصول مشکل ہوجاتاہے، بیوی کے اولیاء کے لیے بھی اس میں عار ہوتی ہے اور بسا اوقات اس کے برعکس شوہر کو ساری زندگی جھک کر رہنا پڑتاہے؛ اس لیے شریعت نے فطری جذبے کا لحاظ رکھتے ہوئے کچھ بنیادی اور اہم باتوں میں جانبین سے برابری کو ملحوظ رکھاہے۔

اگر لڑکا اور لڑکی نسب، مال ،دِین داری ،شرافت اور پیشے میں ایک دوسرے کے ہم پلہ ہوں تو یہ دونوں ایک دوسرے کے ''کفو'' قرار پائیں گے، ان کا باہمی رضامندی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اور اگر لڑکا اور لڑکی کے درمیان مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق برابری نہ ہو تو اسے ان دونوں کا آپس میں ''غیر کفو'' (یعنی ہم پلہ نہ) ہونا قرار دیا جائے گا۔ اگر ولی(والد یا دادا وغیرہ) اور عورت اس رشتے پر راضی ہوں خواہ وہ رشتہ ہم سر نہ ہو تو بھی نکاح جائز ہے۔ اور اگر عورت اولیاء کی اجازت و رضامندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے تو اولاد پیدا ہونے سے پہلے تک اولیاء کو یہ نکاح فسخ کرانے کا حق ہوتاہے۔

الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ میں ہے:

" ١ الْكَفَاءَةُ لُغَةً: الْمُمَاثَلَةُ وَالْمُسَاوَاةُ. يُقَال: كَافَأَ فُلَانٌ فُلَانًا مُكَافَأَةً وَكِفَاءً وَهَذَا كِفَاءُ هَذَا وَكُفُؤُهُ: أَيْ مِثْلُهُ. يَكُونُ هَذَا فِي كُل شَيْءٍ. وَفُلَانٌ كُفءُ فُلَانَةَ: إِذَا كَانَ يَصْلُحُ بَعْلاً لَهَا. وَالْجَمْعُ

أَكْفَاءٌ... فَفِي النِّكَاحِ: عَرَّفَهَا الْحَنَفِيَّةُ بِأَنَّهَا مُسَاوَاةٌ مَخْصُوصَةٌ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ (٣٤/ ٢٦٦)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"الْكَفَاءَةُ تُعْتَبَرُ فِي أَشْيَاءَ (مِنْهَا النَّسَبُ)...(وَمِنْهَا إسْلَامُ الْآبَاءِ)... (وَمِنْهَا الْحُرِّيَّةُ)... (وَمِنْهَا الْكَفَاءَةُ فِي الْمَالِ)...(وَمِنْهَا الدِّيَانَةُ)...(وَمِنْهَا الْحِرْفَةُ)". (الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْأَكْفَاءِ، ١/ ٢٩٠ ٢٩١) فقط واللہ اعلم

فتوی نمبر : 144010200270 دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔

ایک اور سوال کا جواب: واضح رہے کہ ولی کی عدمِ موجودگی میں عاقلہ بالغہ کے غیرِ کفو میں نکاح کی صورت میں امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتیں منقول ہیں:

ایک ظاہر الروایۃ کی روایت (جس میں نکاح کو منعقد اور درست کہا گیا ہے،تاہم اس میں بچے کی پیدائش سے پہلے پہلے لڑکی کے اولیاء کو کفو نہ ہونے کی بنیاد پر بذریعہ عدالت تنسیخِ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے)۔ اور ایک غیر ظاہر الروایۃ کی روایت (جس میں سرے سے اس نکاح کو باطل اور غیر منعقد کہا گیا ہے) ۔

مذکورہ دونوں اقوال فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں منقول ہیں، چوں کہ ظاہر الروایۃ کی روایت راجح اور مفتی بہ ہے؛لہذا اگر کوئی لڑکی غیرِ کفو میں نکاح کرے، تو اس کا نکاح ہو جاتا ہے،البتہ بچے کی پیدائش سے پہلے پہلے لڑکی کے اولیاء کو کفو نہ ہونے کی بنیاد پر

بذریعہ عدالت تنسیخِ نکاح کا حق حاصل ہوتاہے، اور اگر ایسی لڑکی کو طلاق دی جائے، تو طلاق واقع ہوجائے گی، اور اس پر اس کی حالت کے مطابق دیگر مطلقات کی طرح حکم لازم ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے:

"قال رحمه الله (نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي)، وهذا عند أبي حنيفة وأبي يوسف في ظاهر الرواية وكان أبو يوسف أولا يقول إنه لا ينعقد إلا بولي إذا كان لها ولي، ثم رجع وقال: إن كان الزوج كفئا لها جاز وإلا فلا، ثم رجع وقال: جاز سواء كان الزوج كفئا أو لم يكن، وعند محمد ينعقد موقوفا على إجازة الولي سواء كان الزوج كفئا لها أو لم يكن، ويروى رجوعه إلى قولهما: وقال مالك والشافعي: لا ينفذ بعبارة النساء أصلا لقوله تعالى {فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن} [البقرة: 232]، فلولا أن له ولاية التزويج لما منع عن العضل، وقال الشافعي هي أبين آية في كتاب الله تعالى على اشتراط الولي، ولقوله عليه الصلاة والسلام «لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل»

وقد رووا في كتبهم أحاديث كثيرة ليس لها صحة عند أهل النقل حتى قال البخاري وابن معين: لم يصح في هذا الباب حديث يعني على اشتراط الولي ولنا قوله تعالى {فلا جناح عليكم فيما فعلن في أنفسهن} [البقرة: 234] وقوله تعالى

{فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن} [البقرة: 232] وقوله تعالى {حتى تنكح زوجا غيره} [البقرة: 230] وقوله تعالى {فلا جناح عليهما أن يتراجعا إن ظنا أن يقيما حدود الله} [البقرة: 230] وهذه الآيات تصرح بأن النكاح ينعقد بعبارة النساء؛ لأن النكاح المذكور فيها منسوب إلى المرأة من قوله أن ينكحن وحتى تنكح، وهذا صريح بأن النكاح صادر منها، وكذا قوله تعالى {فيما فعلن} [البقرة: 234] و {أن يتراجعا} [البقرة: 230] صريح بأنها هي التي تفعل وهي التي ترجع، ومن قال لا ينعقد بعبارة النساء فقد رد نص الكتاب، وقوله عليه الصلاة والسلام: «الأيم أحق بنفسها من وليها» متفق على صحته؛ ولأنها حرة بالغة عاقلة فتكون لها الولاية على نفسها كالغلام وكالتصرف في المال واستدلالهما بالنهي عن العضل لا يستقيم؛ لأنه نهي عن المنع عن مباشرتها العقد، فليس له أن يمنعها عن المباشرة بعدما نهي عنهوهذا كمن يقول: نهيت عن قتل المسلم بغير حق فلو لم يكن لي حق القتل لما نهيت عنه، وهذا ظاهر الفساد لا يخفى على أحد، ومن الدليل على صحة مذهبنا أن المرأة لو أقرت بالنكاح صح، ولو لم يكن لها إنشاء العقد لما صح كالرقيق والصغار وعن أبي حنيفة وأبي يوسف أنه لا يجوز في

غير الكفء؛ لأن كثيرا من الأشياء لا يمكن دفعه بعد الوقوع واختار بعض المتأخرين الفتوى بهذه الرواية لفساد الزمان، وقوله: نفذ نكاح حرة مكلفة يدخل تحته الثيب والبكر لإطلاق ما تلونا وما روينا وما بينا من المعقول والمنقول."

(كتاب النكاح، ٢/١١٧، ط: المطبعة الكبرى الأميرية)

البحر الرائق میں ہے:

"(قوله نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي) ؛ لأنها تصرفت في خالص حقها وهي من أهله لكونها عاقلة بالغة ولهذا كان لها التصرف في المال ولها اختيار الأزواج، وإنما يطالب الولي بالتزويج كي لا تنسب إلى الوقاحة ولذا كان المستحب في حقها تفويض الأمر إليه والأصل هنا أن كل من يجوز تصرفه في ماله بولاية نفسه يجوز نكاحه على نفسه وكل من لا يجوز تصرفه في ماله بولاية نفسه لا يجوز نكاحه على نفسه، ويدل عليه قوله تعالى {حتى تنكح} [البقرة: 230] أضاف النكاح إليها ومن السنة حديث مسلم «الأيم أحق بنفسها من وليها» وهي من لا زوج لها بكرا كانت أو ثيبا. فأفاد أن فيه حقين حقه وهو مباشرته عقد النكاح برضاها. وقد جعلها أحق منه ولن تكون أحق إلا إذا زوجت نفسها بغير رضاه."

(كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء في النكاح، ٣/١١٧، ط:دار الكتاب الإسلامي)

وفيه ايضاً:

"(قوله من نكحت غير كفء فرق الولي) لما ذكرنا، وهذا ظاهر في انعقاده صحيحا وهو ظاهر الرواية عن الثلاثة فتبقى أحكامه من إرث وطلاق...وفي الخلاصة وكثير من مشايخنا أفتوا بظاهر الرواية أنها ليس لها أن تمنع نفسها اه-.وهذا يدل على أن كثيرا من المشايخ أفتوا بانعقاده."

(كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء في النكاح، ٣/١٣٨، ط:دار الكتاب الإسلامي)

الغرة المنيفة في تحقيق بعض مسائل الإمام أبي حنيفة میں ہے:

"ينعقد نكاح الحرة البالغة العاقلة برضاها ولم يعقد عليها ولي عند أبي حنيفة رضي الله عنه وهو قول علي وعائشة وموسى بن عبد الله بن يزيد والشعبي والزهري وقتادة والحسن البصري وابن سيرين والقاسم بن محمد والأوزاعي وابن جريج رضي الله عنهم وقال: الشافعي رحمه الله لا ينعقد النكاح بعبارة النساء بل يحتاج إلى الولي.

حجة أبي حنيفة رضي الله عنه: الكتاب والسنة والمعقول:

أما الكتاب فقوله تعالى: {فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ} 1 وهذا دليل على جواز تصرفها في العقد على نفسها وقد أضاف الله تعالى الفعل إليهن في مواضع من كتابه العزيز فقال: {حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ} 2 وقال تعالى {فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ} 3 وقال تعالى: {فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا} 4 فنسب التراجع إلى الزوجين من غير ذكر الولي.

وأما السنة فمن وجوه:

الأول: حديث ابن عباس رضي الله عنهما الأيم أحق بنفسها من وليها ويروى من أبيها أخرجه الشيخ ان في الصحيحين."

(كتاب النكاح، ١٢٨، ط:مؤسسة الكتب الثقافية)

فقط واللہ أعلم۔ فتوی نمبر:144507100042

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

عربی عبارت کا خلاصہ:

فقہ حنفی کے مطابق: بالغ عاقل عورت اگر خود نکاح کرے تو نکاح صحیح ہے، ولی کی اجازت ضروری نہیں (اگر شوہر کفء ہو)۔اگر شوہر غیر کفو ہو تو ولی کو اعتراض اور نکاح فسخ کروانے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ رائے حضرت ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ (بعد میں) اور اکابر احناف جیسے علیؓ، عائشہؓ، ابن سیرین، حسن بصری وغیرہ سے منقول ہے۔

شافعی اور مالکی فقہ: ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نافذ نہیں ہوتا۔ آیت {فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ} سے استدلال کہ اگر ولی کو نکاح سے روکنے کا اختیار نہ ہوتا تو اسے منع نہ کیا جاتا۔ حدیث "لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل" کو دلیل بناتے ہیں۔

کفو کے بارے مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا فتویٰ

بریلوی مکتبہ فکر کی مشہور مفتی عبدالقیوم ہزاروی (جو شاید منہاج القرآن ڈاکٹر طاہرالقادری کے ادارے سے منسلک ہیں) کفو کے بارے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:

جواب: کفو کا لغوی مطلب نظیر اور برابری ہے۔ اسی سے نکاح میں کفاءت مراد ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاوند کا حسب، دین، نسب اور گھر وغیرہ میں عورت کے برابر ہونا۔(ابن منظور، لسان العرب، 1: 139)

کفو کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ نکاح میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا، لڑکی کے معیار سے کم اور نیچا تو نہیں ہے کیونکہ جو لڑکی صفات مخصوصہ ممتازہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو، وہ اس لڑکے کا فراش بننے کو ناپسند کرے گی جو اس سے صفات میں ادنیٰ ہو، نیز لڑکی کے وارث بھی اس بات کو اپنے لئے باعث عار سمجھتے ہیں۔

کفو میں عموماً چھ چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے:

1. اسلام
2. حریت یعنی آزاد ہو، غلام نہ ہو
3. نسب
4. مال و دولت
5. تقویٰ اور دینداری
6. صنعت و حرفت یعنی پیشہ

(درالمختار، 2: 437)

کفو کی حقیقت اتنی ہے کہ لڑکے لڑکی میں ہر ممکن حد تک مناسبت کا لحاظ کیا جائے۔ بے جوڑ اور غیر مناسب رشتوں سے بچا جائے تاکہ دونوں میں ہم آہنگی، مطابقت و موافقت اور الفت ہو۔ کالے، گورے، سید، غیر سید، ذات پات کا نظام اسلام میں نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّاسُ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ.

”تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں“۔

(الشھاب، المسند، 1: 145، رقم: 195)

حجۃ الوداع کے موقع پر آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاکُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَی أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَی عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَی أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَی أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَی.

"لوگو! سن لو، تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو کالے اور کسی کالے کو سرخ پر تقوی کے سوا کوئی فضیلت نہیں۔"

(بیہقی، شعب الایمان، 4: 289، الرقم: 5137)

علامہ سرخسی اس حوالے سے ایک طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں۔

"تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت (غیر کفو) میں نکاح کرنا جائز ہے۔"

(سرخسی، المبسوط، 5: 25)

اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کفو کو طلب کرنا لازم نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کیا جائے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام ہے اور یہ نکاح زنا کے مترادف ہے۔ خواہ ان کے ورثاء و اولیاء کی اجازت ہی سے کیوں نہ ہو۔ لیکن ان بزرگوں نے قرآن مجید کے حکم پر غور نہیں فرمایا کہ قرآن مجید نے سورۃ النساء کی آیت 24 میں ان تمام عورتوں کا ذکر فرمایا جو نسب، رضاعت، صہر، جمع فی ا لنکاح اور منکوح غیر ہونے کے اعتبار سے حرام ہیں اس کے بعد فرمایا:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ.

"اور ان کے سوا (سب عورتیں) تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں تاکہ تم اپنے اموال کے ذریعے طلبِ نکاح کرو پاکدامن رہتے ہوئے نہ کہ شہوت رانی کرتے ہوئے"۔(النساء، 4: 24)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ "ما" عموم کا استعمال فرما کر بتادیا کہ مذکورہ حرام کردہ عورتوں کے علاوہ سب حلال ہیں اس میں کفو اور غیر کفو کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ.

"ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں"۔(النساء، 4: 3)

مندرجہ بالا آیت میں بھی لفظ "ما" جو کہ عموم کے لئے ہے یعنی محرمات کے علاوہ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں خواہ وہ کفو سے ہو یا غیر کفو سے ہوں، باہمی رضامندی سے نکاح کرلو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ.(الحجرات؛ 49: 13)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔"

محدثین ومفسرین نے اس آیت مبارکہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بَنِي بَيَاضَةَ أَنْ يُزَوِّجُوا أَبَا هِنْدٍ امْرَأَةً مِنْهُمْ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ نُزَوِّجُ بَنَاتِنَا مَوَالِيَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ} [الحجرات: 13]

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابو الہند کے ساتھ اپنی ایک عورت کی شادی کر دیں۔ انہوں نے کہا: کیا ہم اپنی بیٹیوں کا نکاح غلاموں سے کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى۔۔۔“

(ابو دؤد، المراسیل، 1: 195، رقم: 230)

ابو الہند حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فصد لگانے والا غلام تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آزاد عورت کا نکاح ایک غلام سے کر کے نسب و حسب اور صنعت و حرفت کے سارے بت توڑ دیئے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت اس آیت سے بھی ملتا ہے، ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ.

”اور تم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور بے شک مسلمان لونڈی (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے اور (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں سے بھی نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔“(البقرہ، 2: 221)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً بتا دیا کہ مسلمان آزاد لڑکیوں کا نکاح غلام مسلمانوں سے کرنا جائز ہے۔ حالانکہ غلام، آزاد کا کفو نہیں ہوتا۔

احادیث سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت

احادیث مبارکہ میں بھی غیر کفو میں نکاح سے متعلق بے شمار ثبوت ہیں۔

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

”عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال، اس کے حسب و نسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے، تیرے ہاتھ گرد آلودہ ہوں، تو دیندار کو حاصل کر۔“ (بخاری، الصحیح، 5: 1958، رقم: 4802)

2۔ ابو امامہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَه مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْه وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْه وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْه وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْه فِي نَفْسِهَا وَمَالِه.

”مومن اللہ کے تقویٰ کے بعد جو اپنے لیے بہتر تلاش کرے وہ نیک بیوی ہے کہ اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرے، اس کی جانب دیکھے تو خوش ہو، اگر وہ کسی بات کے کرنے پر

قسم کھالے تو اسے پوری کر دے۔ اگر شوہر کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اپنی جان ومال کی نگہبانی کرے"۔(ابن ماجه،السنن،1: 596،رقم:1857)

3۔یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ أَمَانَتَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ كَائِنًا مَنْ كَانَ، فَإِنْ لَا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ. أَوْ قَالَ: عَرِيضٌ.

"جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کردو خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت زیادہ فساداور فتنہ پھیلے گا۔"(عبدالرزاق،المصنف،6: 152،رقم:10325)

4۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَه وَخُلُقه فَزَوِّجُوْ اِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ.

"جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین و اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ بپا ہو گا۔(ترمذی، السنن، 3: 394، رقم:1084)

5۔ "حکم بن غینہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا تاکہ وہ اپنے رشتہ کا پیغام دیں۔ اس انصاری کے گھر والوں نے کہا کہ حبشی غلام۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہاکہ اگر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس آنے کے لئے نہ کہا ہوتا تو میں میں کبھی نہ آتا۔ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا تم اس رشتہ کے مالک ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سونے کا ٹکڑا آیا۔ آپ نے وہ حضرت بلال کو عطا کیا کہ یہ اپنی بیوی کے پاس لے جانا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دوستوں سے فرمایا تم اپنے بھائی کے ولیمے کی تیاری کرو"۔

مندرجہ بالا حدیث حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آزاد عورت کا نکاح ایک حبشی غلام کے ساتھ کر کے ہر قسم کے تفاوت کو ختم کر دیا اور بتا دیا کہ اصل چیز مسلمان ہونا ہے، باقی چیزیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔(ابو دؤد، المراسیل، 1: 193-194،رقم:226)

کفو میں کارفرما حکمت

اسلام میں شادی کے سلسلہ میں کفو کا لحاظ اسی لئے کیا گیا ہے کہ اخلاق کے ساتھ ساتھ قومی و قبائلی تعلقات کا لحاظ بھی کرلیا جائے تو رشتہ زوجیت و نکاح میں مزید پختگی پیدا ہونے کے امکانات پیدا ہوجائیں گے اور بس۔ یہ تمام تدابیر دراصل ایک ہی مسئلہ کے محکم و پائیدار کرنے کیلئے کی جاتی ہیں کہ رشتہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہو۔ میاں بیوی کے درمیان مثالی ہم آہنگی ہو، پیار ہو، ہمدردی ہو، میل ملاپ ہو، اور ان دو کی باہمی محبت کے ذریعے ان کے والدین اور پوری برادری وخاندان تک یہ خوشگوار تعلقات پھیلتے پھولتے چلے جائیں۔

پیغام نکاح دیتے وقت اس عورت کی خوبیوں کو دیکھنے میں بھی یہی حکمت کارفرما ہے تاکہ یہ رشتہ ہم آہنگی اور موافقت سے استوار ہو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْاَۃَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْ اِلٰی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ.

”جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے اگر اس کی ان خوبیوں کو دیکھ سکتا ہو جو اسے نکاح پر مائل کریں، تو ضرور ایسا کرے۔“(احمد بن حنبل،، المسند، 3: 334، رقم:14626)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ اسے دیکھ لو کیونکہ اس سے شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر اس سے نکاح کر لیا۔ بعد میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نے اپنی بیوی کی موافقت اور عمدہ تعلق کا ذکر کیا۔“(احمد بن حنبل، المسند، 4: 249، رقم: 18179)

اسلام نے قوم و قبیلہ کی جاہلانہ حیثیت کو ختم کیا ہے۔ جس کی رو سے بعض قومیں اعلیٰ اور بعض ادنیٰ سمجھی جاتی تھیں اور اب جاہلیت جدیدہ میں بھی سمجھی جاتی ہیں۔ قرآن کریم نے واضح کیا کہ قوم قبیلہ، ذات برادری، محض جان پہچان کا ذریعہ ہیں ان کی بناء پر نہ کوئی اعلیٰ ہوتا ہے نہ ادنیٰ۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ.

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔" (الحجرات، 49: 13)

اسلام کی نظر میں عزت و ذلت، بڑا اور چھوٹا ہونے کا دار و مدار ایمان و کردار پر ہے حسب و نسب پر نہیں۔ دین کی نظر میں ایمان و عمل میں پختہ، باکردار، صاحب علم و تقویٰ ہی بہت اعلیٰ و بزرگ تر ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی ہاشمی، قریشی، مکی مدنی ہے لیکن ایمان و عمل اور صالح کردار سے محروم ہے تو جتنا چاہے بڑا بنتا پھرے، اللہ کے نزدیک پرکاہ کے برابر ہے۔ عتبہ، شیبہ ولید، ہاشمی و قریشی ہو کر بھی ذلیل تر، حقیر تر اور کمین تر ہیں۔

نکاح میں کفو کی حیثیت

اسلام نے نکاح کا مقصد محبت و الفت بتایا ہے۔ لہٰذا نکاح کرتے وقت چند امور کو پیش نظر رکھنے کی ہدایت فرمائی، جس سے میاں بیوی میں جہاں تک ممکن ہو محبت، یگانگت اور ہمدردی پیدا کر دی جائے، رشتہ ازدواج کی پائیداری کا سبب ہو، میاں بیوی میں اتحاد و اتفاق ہو اور وہ پر سکون زندگی بسر کر سکیں۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اسلام نے یہ حق ہر مرد اور عورت کو دیا ہے لہٰذا کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی پر اپنی مرضی مسلط کرے یہاں تک کہ باپ، دادا کو بھی جبر کا اختیار نہیں۔

ولا يجوز للولی إجبار البكر البالغة على النكاح.

"کنواری (خواہ بیوہ یا مطلقہ) بالغ لڑکی کا زبردستی نکاح کرنے کا، اس کے ولی کو (بھی) اختیار نہیں۔

ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضائھا وإن لم یعقد علیھا ولی.

"ہر آزاد، عقل مند بالغ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کرے تو نکاح ہو جاتا ہے۔"

وجہ الجواز انھا تصرفت فی خالص حقھا وھی من اھلہ لکونھا عاقلۃ ممیزۃ ولھذا کان لھا التصرف فی المال ولھا اختیار الأزواج... ثم فی ظھر الروایۃ لا فرق بین الکفء و غیر الکفء ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفئ.

"جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عورت نے (اپنی پسند کا نکاح کر کے) خالص اپنے حق میں تصرف کیا ہے اور وہ بااختیار ہے کیونکہ عقل مند اور برے بھلے میں تمیز کر سکتی ہے، اسی وجہ سے وہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتی ہے۔ اور اسے شادی کرنے کا اختیار ہے۔۔۔ پھر ظاہر روایت میں یہ ہے کہ نکاح کے جواز میں کوئی فرق نہیں، کفو میں ہو یا غیر کفو میں ہو، ہاں غیر کفو میں کرے تو ولی کو اعتراض کا حق پہنچتا ہے۔"(مرغینانی، الھدایہ، 1: 196)

تنقیح مسئلہ

عام علماء نے فرمایا لزوم نکاح کے لیے کفو شرط ہے کہ اس کے بغیر نکاح لازم نہیں ہوتا۔ امام کرخی رحمہ اللہ، امام مالک، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کفو لزوم نکاح کے لئے شرط نہیں۔

کفو کا اعتبار ضروری ہوتا تو خون میں ہوتا، ادنیٰ مقتول کے قصاص میں اعلیٰ ذات کا قاتل قتل نہ کیا جاتا۔ تو جب خون میں کفو کا اعتبار نہیں تو نکاح میں کیوں؟ احناف اور دیگر جن ائمہ نے کفو کا اعتبار کیا ہے انہوں نے بھی کبھی کہیں یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہیں ہوتا، بلکہ یہ فرمایا کہ بالغ لڑکی غیر کفو میں نکاح کرلے اور باپ یا دادا سے اجازت نہ لے تو ان حضرات کا حق ہے اور وہ قاضی کے پاس تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اگر نکاح ہی نہ ہوتاتواعتراض کس کا؟اور تنسیخ کس کی؟(بدائع الصنائع،2: 317)

باپ یا دادا کی اجازت سے تو غیر کفو میں نکاح ناجائز ہونے کا کسی نے قول ہی نہیں کیا۔ سب کے نزدیک جائز ہے۔

خلاصہ کلام

درج ذیل عورتوں سے شرعاً نکاح کے حرام ہونے کی قرآن مجید نے صراحت فرمادی ہے:

مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، رضاعی مائیں، رضاعت میں شریک بہنیں، بیویوں کی مائیں، تمہاری گود میں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جو تمہاری ان عورتوں (کے بطن) سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو، بیٹوں کی بیویاں، دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا، شوہر والی عورتیں۔

یہ ہے فہرست ان عورتوں کی جن سے نکاح حرام ہے۔ یہ قرآن کریم کی سورہ نساء کی آیت نمبر 23 اور 24 میں مذکور ہے۔ اس فہرست کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہیں ایک برادری کو دوسری برادری پر حرام ہونا ثابت ہے؟ نہ قرآن میں، نہ حدیث میں، نہ فقہ میں، کہیں بھی منع نہیں ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہاشمی، قریشی، علوی اموی، پٹھان وغیرہ قومیں ہیں اور قوم و قبیلہ اللہ تعالیٰ نے محض تعارف یعنی باہمی جان پہچان کے لئے بنائے ہیں۔ عزت و عظمت کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔ عقیدہ وعمل پر ہے۔ قوم وقبیلہ پر نہیں۔

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے

کیا سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے شرعاً ناجائز ہے؟

اکثر علاقوں میں یہ سوال شدت سے زیر بحث آتا ہے کہ: "کیا سید (سیدہ) لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے شرعاً ناجائز یا حرام ہے؟" کچھ لوگ اس کو حرام، ناجائز یا خلافِ شریعت قرار دیتے ہیں، جبکہ کچھ اسے بالکل مباح کہتے ہیں۔ اس باب میں اس مسئلے کا دلائل کی روشنی میں غیر جذباتی اور علمی تجزیہ پیش کیا جارہا ہے۔

عزت واحترام

کچھ لوگ اس مسئلے کو عزت بے عزتی کا مسئلہ بنا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں اگر سیدہ لڑکی کسی غیر سید کو بیاہی جائے تو اس سے سادات کی بے عزتی ہوتی ہے، یعنی ان کے نزدیک ہر وہ شخص جو سید ہے عزت والا ہے اور ہر وہ شخص جو سید نہیں وہ بے عزت ہے، اور اس کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں ہے۔

1. قرآن و سنت کا اصولی مؤقف

الف۔ نکاح میں تقویٰ کو اصل معیار قرار دینا چاہیے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

"بیشک اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"

(سورۃ الحجرات، 49:13)

یہاں حسب، نسب یا قبیلہ کو عزت کا معیار نہیں بنایا گیا بلکہ صرف تقویٰ کو عزت و بزرگی کا معیار بنایا گیا ہے۔

ب۔ نبی ﷺ کا ارشاد

"إذا جاءكم من ترضون دينه وخلقه فزوّجوه"

"جب تمہارے پاس دین دار اور بااخلاق شخص نکاح کا پیغام لے، تو اس سے نکاح کر دو"

(ترمذی، ابن ماجہ)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے نکاح کے لیے صرف دو شرطیں رکھی: دین داری اور اخلاق—نسب کا ذکر نہیں کیا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کے نکاح کن لوگوں سے ہوئے؟

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کا مختصر تعارف

نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، اور ان سب کے نکاح آپ ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئے:

حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام کلثومؓ۔ حضرت فاطمہ الزہراءؓ

1. حضرت زینبؓ کا نکاح

شوہر: ابوالعاص بن ربیع۔ نسب: بنو عبد شمس (قریش کا معزز قبیلہ)

- سید نہیں تھے، لیکن ایماندار، معزز تاجر، اور حضرت خدیجہؓ کے بھانجے

- رسول اللہ ﷺ نے ان کے کرداراور سچائی کی تعریف کی۔
- ہجرت سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے، مگر بعد میں مسلمان ہو گئے۔

2. حضرت رقیہؓ کا نکاح

شوہر: حضرت عثمان بن عفانؓ۔ نسب: بنو امیہ (قریش کا بااثر قبیلہ)

سادات نہیں تھے، بلکہ بعد میں خلیفہ راشد بنے۔

◆ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد، آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی انہی حضرت عثمانؓ سے کر دیا، اسی لیے انہیں "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔

3. حضرت فاطمہ الزہراءؓ کا نکاح

شوہر: حضرت علی بن ابی طالبؓ۔ نسب: بنو ہاشم (قریش کا قبیلہ، نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی)

یہی وہ نکاح ہے جس سے نسلِ حسنی حسینی سادات چلی۔

یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے، اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ وہ کفو (برابر) ہو۔

3۔ صحابہ کرام اور تابعین کا طرزِ عمل (سادات کے نکاح غیر سادات سے)

ابتدائی اسلامی معاشرے کی فضا

نبی کریم ﷺ کے زمانے اور خلفائے راشدین کے دور میں نکاح میں اصل معیار "دین داری اور اخلاق" تھا۔ نسب، قبیلہ یا خاندانی مقام ثانوی حیثیت رکھتے تھے، جب تک کہ دین میں کمزوری یا خاندانی بدنامی نہ ہو۔رسالت کے خانوادے کے افراد نے اپنے نکاح عمومی طور پر دین دار، معزز افراد میں کیے، چاہے وہ نسلاً سادات نہ تھے۔

سادات کے نکاح غیر سادات سے —— چند عملی مثالیں

حضرت علیؓ کی دیگر اولاد (غیر فاطمی)

حضرت علیؓ کی ازواج میں حضرت فاطمہؓ کے علاوہ دیگر بیویاں بھی تھیں، جن سے ہونے والے بچے بھی حضرت علیؓ کی نسل تھے (یعنی سادات کہلاتے ہیں)، مگر ان کی بیٹیوں کے نکاح عام قبائل میں ہوئے۔

حضرت علی کی بیٹی کا حضرت عمر سے نکاح

حضرت ام کلثوم جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والی بیٹی ہیں, یعنی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی بیٹی (نواسی) ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت حاصل کرنے کے لیے اپنے زمانہ خلافت میں سن ۱۷ ھ میں ان کا رشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مانگا تو حضرت علی رضی اللہ نے بخوشی ان کو یہ رشتہ دے دیا، یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درھم مہر کی رقم مقرر کر کے ان سے نکاح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے داماد بن گئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان سے ایک بیٹا زید بن عمر اور ایک بیٹی رقیہ بنت عمر پیدا ہوئی۔

قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ المَدِينَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، أَعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ، يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ، فَقَالَ عُمَرُ: «أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ، وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنَ

نِسَاءِ الأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»
[ص:34]، قَالَ عُمَرُ: «فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا القِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ»))

" ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ سید نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں تو ایک عمدہ چادر بچ گئی ۔ اُن کے پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا' امیر المومنین ! یہ چادر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کو دیجئے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنھا جو کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنھا نے کہا اُم سلیط زیادہ حقدار ہے وہ انصاری عورت تھیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ۔ سیدنا عمر رضی للہ عنہ نے کہا اُم سلیط جنگ اُحد کے دن ہمارے لئے مشکیں لاد لاد کر لاتی تھیں ۔"(صحیح بخاری باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو / کتاب الجھاد(۲۸۸۱) وباب ذکرام سلیط کتاب المغازی ۵۸۶/۲)

شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں؛

كَانَ عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ قَدْ وَلَدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ(فتح الباری شرح صحیح بخاری 79/6 کتاب الجهاد)

سیدہ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنھا سیدنا عُمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور اُن کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ اس لئے لوگوں نے ان کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیداہوئی تھیں اور یہ سیدہ فاطمۃالزہراء رضی اللہ عنھا کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کے نکاح

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ تھیں۔ اول کا نکاح حضرت عثمان کے پوتے عبداللہ کے ساتھ ہوا، جو غیر سید اموی تھے اور حضرت سکینہ کا نکاح اول مصعب بن زبیر کے ساتھ ہوا اور مصعب کی وفات کے بعد حضرت سکینہ کا نکاح ثانی حکیم بن حزام کے پوتے عبداللہ بن عثمان سے ہوا اور یہ دونوں غیر سید قریشی تھے۔

4۔ تابعین اور ائمہ کا طرزِ عمل

1.امام محمد باقرؒ

آپ کے خاندان کی خواتین کے نکاح غیر سادات میں بھی ہوئے۔ آپ تقویٰ، علم، اخلاق اور دین داری کو اصل معیار مانتے تھے۔

2.امام جعفر صادقؒ

آپ نے اپنی بیٹیوں کے نکاح دین دار اور علم والے افراد سے کیے، سید ہونا شرط نہ تھی۔

5۔ فقہائے کرام کی رائے

تمام مکاتب فکر (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اس بات پر متفق ہیں کہ سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے جائز ہے، بشرطیکہ وہ کفوفی الدین ہو۔

فقہِ حنفی:

اگر لڑکا دیندار، آزاد، بااخلاق اور معاشرتی طور پر معقول حیثیت رکھتا ہو تو سید لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ نسب کی برابری مستحب ہے، شرط نہیں۔

فقہِ شافعی:

اگر دین داری موجود ہو تو نسب کی کمی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

فقہِ مالکی:

نکاح میں اصل کفایت اور موافقت ہے، اور سادات کے لیے غیر سادات اگر دین دار ہوں تو مناسب کفو شمار ہوتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البرؒ (الاستیعاب):

اہلِ بیت کا طریقہ یہی تھا کہ وہ نسب سے زیادہ دین داری کو اہمیت دیتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ:

"سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح اگر دین و تقویٰ میں کفو ہو، تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔"

امام نوویؒ (شافعی فقیہ):

"نکاح میں اصل معیار دین داری ہے، نسب کفو نہیں بنتا جب تک دین نہ ہو۔"

6۔ غلو اور افراط کا ردّ

کچھ طبقات میں یہ بات شدت سے پھیلائی جاتی ہے کہ سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح ناجائز یا باطل ہے حالانکہ: یہ بات قرآن، سنت، اجماعِ امت اور صحابہ کے طرزِ عمل کے خلاف ہے۔ افراط و غلو کی ایسی شکلیں اسلامی معاشرت میں فرقہ واریت، تکبر، تعصب اور ظلم کو جنم دیتی ہیں۔

شرعی دلائل کی روشنی میں رد:

نہ قرآن نے، نہ حدیث نے، نہ صحابہ نے اور نہ ائمہ نے سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اگر دین داری موجود ہو، تو یہ نکاح شرعی طور پر نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

کفاءت کا اصل مفہوم: مماثلت(Similarity or matching)ہے، نہ کہ برتری وکم تری

فقہی متون اور ائمہ مجتہدین کی آراء کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ کفاءت (برابری) کا اصول نکاح کے باب میں محض سماجی ہم آہنگی، دینی مطابقت اور عائلی موافقت کے لیے رکھا گیا تھا، نہ کہ کسی نسلی برتری یا طبقاتِ انسانی کی تفریق کی بنیاد پر۔

ائمہ کرام نے "کفو" ہونے کو "برتر یا کمتر" ہونے کا پیمانہ نہیں بنایا بلکہ اس سے مراد یہ تھی کہ: فریقین (لڑکا اور لڑکی) اور ان کے خاندانوں کے درمیان دین، عادات، عرف، عزت، پیشہ، اور خاندانی پس منظر کے اعتبار سے ایک معقول مطابقت، مماثلت (Similarity or matching) اور ہم آہنگی موجود ہوتا کہ نکاح کے بعد معاشرتی وعائلی زندگی میں سکون، موافقت اور حسنِ سلوک قائم رہے۔

<u>آج کفاءت کا مفہوم بگڑ چکا ہے۔</u>

آج کے دور میں بعض طبقات اور معاشرتی گروہوں نے کفاءت کے اس شرعی اصول کو نسلی تفاخر، طبقاتی برتری، اور سماجی تفریق کا ذریعہ بنالیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ:

جو اصول صرف موافقت اور آسانی کے لیے تھا، وہ نسل پرستی اور تفریقِ نسب کا عنوان بنا دیا گیا۔

غیر سادات،عالم دین، یا متوسط طبقے کے دیندار افراد کو بھی نیک، صالح اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود سادات، اشراف یا بااثر خاندانوں کے "غیر کفو" کہہ کر مسترد کیا جانے لگا،جو شریعت کی اصل روح کے خلاف ہے۔

ائمہ کرام کا زاویہ نظر

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "الكفاءة حقّ للولي، فإذا زوّج المرأة بغير كفء برضاها، جاز ا لنكاح."

(کفاءت ولی کا حق ہے، اگر عورت کا نکاح غیر کفو سے ولی کی رضا مندی سے ہو جائے تو نکاح جائز ہے۔) (کتاب الأم)

امام مالکؒ کا مؤقف ہے: "لا اعتبار بالكفاءة إلا في الدين." کفاءت کا اعتبار صرف دین داری میں ہے۔(المدونۃ الکبری)

یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ دین، تقویٰ اور حسنِ اخلاق کو اصل کفاءت مانا گیا ہے، نہ کہ نسل یاذات کو۔

لہٰذا آج کے دور میں اس غلط فہمی کو ختم کرنے کی ضرورت ہے کہ کفاءت کا مطلب "برتر و کمتر" ہونا ہے۔ بلکہ کفاءت کا اصل مقصد ہے دین داری، اخلاقی ہم آہنگی، اور سماجی سکون مماثلت(Similarity or matching)،نہ کہ نسلی فخر یاطبقات کی تفریق۔

یہی شریعت کا عدل و حکمت پر مبنی موقف ہے، جس کی طرف معاشرے کو دوبارہ رجوع کرنا چاہیے۔

مولانامودودی

اپنی قوم میں شادی

سوال: کیا حدیث یا قرآن میں کوئی اصولی ہدایت اس امر کی موجود ہے کہ ہر شخص اپنی قوم(ذات) میں ہی شادی کرے۔واضح رہے کہ میں کفاء ت کا اس معنی میں تو قائل ہوں کہ فریقین میں مناسبت ہونی چاہیے، غیر ضروری معیار کافرق نہیں ہوناچاہیے۔

جواب: قرآن یا حدیث میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ ہر شخص اپنی قوم میں ہی شادی کرے۔ بلکہ نبیﷺ اور صحابہ کرامؓ کا عمل اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔ (ترجمان القرآن،فروری 1961ء)

<u>مولانامودودی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:</u>

عقل عام یہ تقاضا کرتی ہے کہ زندگی بھر کی شرکت ورفاقت کے لیے جن دو ہستیوں کا ایک دوسرے سے جوڑ ملایا جائے،ان کے درمیان اخلاق، دین،خاندان،معاشرتی طور طریق، معاشرتی عزت وحیثیت، مالی حالات، ساری ہی چیزوں کی مماثلت دیکھی جانی چاہیے۔ ان اُمور میں اگر پوری یکسانی نہ ہو تو کم ازکم اتنا تفاوت بھی نہ ہو کہ زوجین اس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رفاقت نہ کر سکیں۔یہ انسانی معاشرت کا ایک عملی مسئلہ ہے جس میں حکمت عملی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔آدم کی ساری اولاد کے یکساں ہونے کا نظریہ آپ یہاں چلانا چاہیں گے تو لاکھوں گھر برباد کردیں گے۔ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ محض نسل ونسب کی بِنا پر ذات پات اور اُونچ نیچ کا تصور ایک جاہلی تصور ہے، تو اس بات میں یقینا میں آپ سے اتفاق کروں گا۔ جن لوگوں نے کفاء ت کے فقہی

مسئلے کو مسخ کر کے ہندوئوں کی طرح کچھ اونچی اور کچھ نیچی ذاتیں قرار دے رکھی ہیں،ان پر مجھے بھی ویسا ہی اعتراض ہے جیسا آپ کو ہے۔(ترجمان القرآن، ستمبر 1952ء)

علامہ پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی

علامہ پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب مرحوم تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل تفصیلی کتاب "نام ونسب" لکھی ہے،وہ اس کتاب کے صفحہ 84 پر لکھتے ہیں:

غیر کفو میں ہاشمیہ،فاطمیہ یعنی سیدہ کے نکاح کا مسئلہ

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو غیر کفو میں سیدہ کے نکاح کر لینے کی صورت بھی وہی بنتی ہے، جو غیر سیدہ کے لیے ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی سید خاندان کی لڑکی اپنے ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر غیر کفو میں شادی کر لیتی ہے تو اس کا نکاح منعقد نہ ہوگا اور اگر سیدہ بالغہ غیر کفو میں شادی کرنے پر رضامند نہیں، مگر ولی اس کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں شادی کردیتا ہے تو ازروئے شریعت محمدی ایسا نکاح بھی درست نہ ہوگا، کیونکہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے، اسے خود بھی اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کی کھلی اجازت ہے۔ اگر لڑکی کو یہ اختیار نہیں تو نکاح سے پہلے دو گواہ اس کی رضامندی معلوم کرنے کے لیے کیوں بھیجے جاتے ہیں؟ اور اگر سیدہ اور اس کا ولی (دونوں) غیر کفو میں شادی ہو جانے پر رضامند ہیں تو وہ نکاح درست اور نسب ثابت ہوگا۔ بہرحال یہ جو بعض سدات سمجھتے ہیں کہ ان کی کسی عزیزہ یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں ہو ہی نہیں سکتا، یا از روئے قرآن و حدیث ناجائز ہے تو یہ محض ان کی خوش فہمی ہے، ہمیں کوئی ایسی نص قطعی نہیں ملتی، جس سے سادات کے اس عقیدہ کو ثابت کیا جاسکے، کیونکہ ہر مسئلے کو حل کرنے کے لے سب سے پہلے قرآن وسنت کو دیکھا جاتا ہے۔(کتاب:نام ونسب، صفحہ 84،85)

پیر مہر علی شاہ کا فتویٰ

علامہ پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب اگلے صفحے پر لکھتے ہیں:

بعض لوگ کم علمی یا پھر عدم التفات کی وجہ سے حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کا فتوی پیش کرتے ہیں، ان کے مطابق فتویٰ یہ دیا گیا ہے کہ سیدہ کا غیر سید سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا، مگر ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم یہاں استفتاء مع فتوی کے نقل کیے دیتے ہیں تاکہ قارئین کا یہ شک بھی رفع ہو جائے۔ اگر سیدہ ہاشمیہ کے غیر کفو میں نکاح کے مطلقا عدم جواز پر کوئی دلیل ہوتی تو حضرت اعلیٰ گولڑوی سب سے پہلے قرآن مجید کی نص پیش فرماتے۔

چنانچہ علامہ پیر نصیرالدین صاحب نے اپنی کتاب میں پیر مہر علی شاہ کا پورا فتوی فارسی زبان میں نقل کیا ہے:

استفتاء

چہ می فرمایند علمائے دین۔۔۔۔۔۔الخ

سوال: کیا فرماتے یں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد خان ساکن ملہوٹ نے مولوی عبدالحق ساکن ملہوٹ کے حسب حکم و اجازت ایک سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اس پر نہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب ھوالموفق للصدق والصواب

نکاح مذکورہ جائز نیست۔ و مفتی بجوازہ تنہا بر ولاۃ سیدہ ظلم وراداشتہ۔۔۔۔۔۔الخ

جواب: نکاح مذکورہ جائز نہیں اور جواز کا فتوی دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے ورثاء پر ہی ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر ظلم کیا ہے۔۔۔۔۔الخ۔(نام ونسب صفحہ 86،87)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ پیر نصیرالدین شاہ صاحب لکھتے ہیں:
گویا یہ سوال سیدہ کے مطلق غیر کفو میں نکاح کے جواز یا عدم جواز کے سلسلے میں نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ہے کہ ایک مولوی صاحب کے حکم کے مطابق ایک شخص نے ایک سیدزادی سے بہ صورت عدم رضائے اولیا نکاح کرلیا یعنی اس سیدہ کے قریبی یا دور کے اولیاء میں سے کوئی بھی اس نکاح یا شادی پر رضامند نہ تھا، اس قسم کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔
(تواس سوال کے جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب نے کہا جائز نہیں)۔
پھر آگے صفحہ 90 پر لکھتے ہیں:
جو لوگ آپ کا مذکورہ فتویٰ سیدہ کے غیر کفو میں مطلقا نکاح کے عدم جواز کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں افوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی جلیل القدر ہستیوں کی تحریر کو سمجھنے اور اسے بہ اعماق نظر دیکھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں۔(نام ونسب صفحہ 90)۔

علامہ حافظ عطا محمد گولڑوی بندیالوی

علامہ حافظ عطا محمد گولڑوی بندیالوی بریلوی مسلک کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے جنہوں نے پچاس سال تک درس و تدریس کی اور پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے مرید خاص تھے انہوں نے سید غیر سید کے نکاح کے موضوع پر ساڑھے تین سو صفحات پر مبنی کتاب لکھی جس کا نام ہے" سیف العطا علی اعناق من طغی"۔ اس کتاب میں اس مسئلے کے ہر پہلو پر قرآن و سنت، صحابہ و تابعین، اہل بیت عظام ، ائمہ اربعہ، فقہاء و محدثین ، علمائے امت کے تمام دلائل کو جمع کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ جواز کا ہے اور حرام سمجھنا اہل تشیع کا عقیدہ ہے اور دین میں کھلی تحریف ہے۔ یہاں اس کتاب میں سے

چیدہ چیدہ باتیں نقل کرتا ہوں باقی پوری کتاب آپ یہ نام گوگل میں سرچ کر کے ڈاون لوڈ کر سکتے ہیں۔

فتح القدیر کی طویل عبارت نقل کرنے بعد فرماتے ہیں:

خلاصہ اس طویل عربی عبارت کا یہ ہے کہ حضرت امام مالک اور امام سفیان ثوری اور امام ابوالحسن کرخی اور امام ابو بکر ضصاص کے نزدیک نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفو کا اعتبار ہی نہیں ۔ ان چار ائمہ سے امام کرخی اور ابو بکر جصاص رحمہا اللہ تعالیٰ دونوں حنفی ہیں اور احناف کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان چار اماموں کے نزدیک چونکہ نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفو کا اعتبار نہیں اور ہر مرد مسلمان خواہ وہ کسی بھی نسب کا ہو، سید ہو یا غیر سید، ہر مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، خواہ وہ عورت سیدہ ہو یا غیر سیدہ۔ اسی طرح ہر مسلمان عورت خواہ سیدہ ہو یا غیر سیدہ ہر مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے، خواہ مر سید ہو یا غیر سید۔ گویا ان چار ائمہ کے نزدیک ایک عجمی موچی اور جولاہا بھی سیدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اور یہ نکاح جائز ہے، ان چار ائمہ کی دلیل اول یہ حدیث شریف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ باہم نسب کے لحاظ سے اس ططرح برابر ہیں جیسا کنگھی کے دندانے باہم برابر ہوتے ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں۔(سیف العطا علی اعناق من طغی۔ صفحہ 47،48)

آگے صفحہ 59 پر علامہ صاحب فرماتے ہیں جس کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ: جو شخص یہ کہتا ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ نہیں ہوتا اور اگر کر لیں تو یہ زنا ہے تو ایسی بات کرنے والا نعوذ باللہ حضرت عمر اور ان کی بیوی حضرت علی و فاطمہ کی بیٹی تھی پر زنا کا الزام لگا رہا، ان پاکباز ہستیوں پر ایسا الزام لگانے والے کو اپنے نسب کی صحت پر غور کرنا چاہیے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کے نکاح

آگے صفحہ 66 پر لکھتے ہیں:

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ تھیں۔ اول کا نکاح حضرت عثمان کے پوتے عبداللہ کے ساتھ ہوا، جو غیر سید اموی تھے اور حضرت سکینہ کا نکاح اول مصعب بن زبیر کے ساتھ ہوا اور مصعب کی وفات کے بعد حضرت سکینہ کا نکاح ثانی حکیم بن حزام کے پوتے عبداللہ بن عثمان سے ہوا اور یہ دونوں غیر سید قریشی تھے۔

غیر کفو میں نکاح سیدہ کا ممتنع الانعقاد ہونا روافض اور شیعوں کا مذہب ہے

جن لوگوں کا یہ عقیدہ یا خیال ہے کہ سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر کفو میں ولی اقرب کے رضا مندی کے باوجود بھی منعقد ہی نہیں ہوتا اس لیے زوجین کا جنسی تعلق العیاذ باللہ زنا ہوتا ہے اور اولاد حرام کی ہوتی ہے ان پر یہ بات واضح ہو کہ یہ عقیدہ جو انہوں نے اپنا رکھا ہے یہ روافض اور اہل تشیع کا عقیدہ ہے، اگر شیعہ کا یہ عقیدہ کسی کو قبول ہے تو پھر ان کے سارے عقائد کیوں قبول نہیں پھر چشتی گولڑوی کہلانے کے بجائے اپنے نام کے ساتھ رافضی لکھ دیا کرے یا شیعہ مذہب کے حوالے سے اپنا تعارف پیش کیا کرے۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

وفی البسیط ذہب الشیعۃ الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرھم مع التراضی قال السروجی وھما قولان باطلان۔

ترجمہ: شیعہ کا یہ نظریہ ہے کہ علویات (یعنی سیدات) کا نکاح ان کے غیر کے ساتھ رضامندی کے باوجود محال ہے اور سروجی نے کہا کہ ان کے یعنی شیعہ کے یہ دونوں قول باطل ہیں۔(عینی شرح ہدایہ،کتاب ا لنکاح)

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی کی تحریر:

سیدزادی کا غیر سید سے نکاح

مکالمہ پر سید زادی کا غیر سید سے نکاح پر ایک آرٹیکل اور اس پر انعام رانا کا احتجاج طبع ہوا ہے. اسلام، جو وحدت نسل انسانی ،شرف انسانیت ،اخوت اسلامی اور مساوات کا داعی ہے، جس نے سورہ الحجرات میں واضح طور پر اس کی تصریح کی ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا کوئی نسلی امتیاز نہیں ہے خاندان اور قبیلے محض وجہ تعارف ہیں. کوئی شخص اپنی پسند سے اپنے والدین، خاندان اور قبیلہ منتخب نہیں کر سکتا اس لیے یہ بات وجہ اعزاز ہے نہ موجب تذلیل. البتہ ہر انسان میں یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے آگے بڑھے اور نمایاں مقام حاصل کرے اس کے لیے انسان کے اختیاری اعمال ہی مدار مسابقت ہیں جنہیں قرآن نے تقوی سے تعبیر کیا ہے.قران کے اسی پیغام کو رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کے جم غفیر تک پہنچاتے ہوئے فرمایا کہ کسی عرب کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی نسلی برتری حاصل نہیں. تم سب اولاد آدم ہو اورآدم مٹی سے تخلیق کیئے گئے تھے.

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وحدت نسل انسانی یا اخوت اسلامی کا یہ تصور درست ہے تو نکاح میں کفو کاذکر کیوں ہے؟؟

نکاح دراصل دو افراد کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے دو خاندان بھی وابستہ ہوتے ہیں. نکاح کے زریعے سماج میں ایک نیا خاندانی یونٹ تخلیق کیا جاتا ہے. سماج میں ناگوار لہریں پیدا ہونے کو روکنے کے لیے یہ ایک شرعی نہیں انتظامی اور سماجی ضرورت ہے کہ ہر نیا یونٹ اس طرح تشکیل دیا جائے جس سے سماج میں کوئی اتھل پتھل نہ ہو. اس کے لئے ضروری ہے نیا خاندان تخلیق کرنے والے جوڑے میں مذہبی، سماجی اور ثقافتی ہم آہنگی ہو. اسی مطلوب ہم آہنگی کو کفو کہا جاتا ہے. اور اس کا مقصد صرف اور صرف Smooth Sailing ہےاور بس.

کفو کے لیے مختلف علاقوں، ثقافتوں اور ادوار میں مختلف معیار ہونگے، کہیں اسے تعلیمی، برابری، کہیں نسلی برابری، کہیں سماجی رتبے کی برابری اور اسی طرح جو امور جس دور میں وجہ امتیاز ہوتے ہیں وہی کفو کو متعین کرتے ہیں.

سیرت طیبہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دیگر وجوہ شرف میں ہم آہنگی نہ ہونے کی صورت میں کزن بھی کفو نہیں ہوتے. ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری خاتون نے رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ و سلم سے شکایت کی کہ میرے والد نے مجھ سے پوچھے بغیر میرا نکاح اپنے بھتیجے یعنی میرے کزن سے کر دیا، میرے ذریعے وہ اس کی کمینگی ختم کرنا چاہتا ہے. رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کو یہ معاہدہ ختم کرنے کا اختیار دے دیا.

رہی سادات کی اہمیت تو وہ دو حوالوں سے ہے

ایک تو قرآن نے سورہ احزاب میں بتایا ہے کہ تمہارے گھر قرآن نازل ہوا ہے اس لیے ساری انسانیت تک قرآن کا پیغام پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے گویا دوسروں کی بہ نسبت سادات کی دعوت دین کے اعتبار سے زیادہ ذمہ داری ہے

دوسرے سورہ شوری میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ کے امت سے تعلق کا بدلہ آپ کے اقربا سے مودت کے اظہار کی صورت میں کیا جانا چاہیے. اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب ایسا وقت ا جائے کہ کچھ لوگ صرف رسول اللہ کی وجہ سے آل رسول کے دشمن ہو جائیں تو مسلمانوں کو آل رسول سے مودت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے.

جہاں تک سید زادی کا غیر سید سے نکاح کا تعلق ہے تو اولا قرآن کی محرمات میں اس کا کوئی ذکر نہیں. دوسرے قرآن نے اپنی طرف سے حلال کو حرام قرار دینے کی سخت مذمت کی ہے.

امر واقعہ یہ ہے کہ اسلامی روایات میں رائج طرز عمل اس کے بر عکس ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام سے لے کر آج تک رسول اللہ سے محبت رکھنے والے افراد اس خیال سے آل رسول سے شادیاں کرتے ہیں کہ اس طرح ہمیں رسول اللہ سے رشتہ داری کی برکت بھی حاصل ہو جائے گی اور ہمیں اپنے بچوں کے لیے زھرہ زادماں بھی مل جائے گی۔

خلاصہ

- سید لڑکی کا غیر سید، مگر دین دار لڑکے سے نکاح جائز ہے۔
- نسب کی بنیاد پر نکاح کو حرام یا ناجائز کہنا غلو، بدعت، اور شرعی حکم کے خلاف ہے۔
- نکاح میں دین داری، اخلاق اور کردار کو ترجیح دینا واجب اور پسندیدہ عمل ہے۔

سادات اور غیر سادات کے درمیان نکاح عام تھے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور دیگر صحابہ نے برادری یا نسب کو کبھی رکاوٹ نہیں بنایا۔ کوئی سید غیر سید کی نسبت کو باعثِ شرم نہیں سمجھتا تھا۔

نکاح کا اصل مقصد: تقویٰ، دینداری اور صالح نسل

نکاح کی غرض وغایت

اسلام میں نکاح صرف جنسی یا خاندانی تعلق قائم کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مقدس عبادت اور خاندانی، اخلاقی اور روحانی نظام کی بنیاد ہے۔اس کا اصل مقصد:

- روحانی واخلاقی طہارت
- نیک وصالح نسل کی پرورش
- معاشرتی استحکام
- مرد وعورت کے حقوق وفرائض کی حفاظت

قرآنِ مجید سے رہنمائی

1.دین داری کو ترجیح دینے کا حکم

"فَانكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا"

"ان مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں" (سورۃ البقرہ، 2:221)

یہ آیت واضح ہدایت کہ ایمان و تقویٰ نکاح کے لیے پہلی شرط ہے، نہ کہ نسب یا قبیلہ۔

2. نیک بیوی کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرار دینا

"فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ"

"نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں اور غیبت میں (شوہر کی) حفاظت کرتی ہیں"

(سورۃ النساء، 4:34)

قرآن صالح عورت کو سب سے اہم خوبی کے طور پر پیش کرتا ہے، نہ کہ حسب و نسب کو۔

احادیثِ نبوی ﷺ سے رہنمائی

1۔ دینداری کو معیار بنانے کی تلقین

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہو گی)۔(بخاری 5090۔ مسلم 3635)

اس حدیث سے معلوم ہوا نسب، مال اور جمال سب فانی ہیں، دین داری کو بنیاد بنانے کا واضح حکم دیا گیا۔

2۔کفو کا اصل معیار: دین

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ

جب تمہیں کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام دے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تمہیں اطمینان ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہو گا۔(ترمذی1084)

نبی ﷺ نے کفو کا معیار دین اور اخلاق قرار دیا —— نہ کہ قبیلہ، قوم یا نسب۔

نسب پر فخر یا تعصب اللہ کے نزدیک قابلِ مذمت ہے

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

"اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"

(سورۃ الحجرات،49:13)

آج کے دور میں اس مسئلے کی حیثیت

خاندانی روایات بمقابلہ شرعی اصول|سماجی دباؤ|حکمت و مصلحت

آج کے معاشرے میں "سید لڑکی کا غیر سید لڑکے سے نکاح" محض شرعی مسئلہ نہیں رہا، بلکہ یہ ایک سماجی، روایتی اور جذباتی معاملہ بن چکا ہے۔ اکثر اوقات شریعت کے واضح اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر، صرف خاندانی رسم و رواج کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نیک، بااخلاق اور دین دار لڑکوں کو رد کر دیا جاتا ہے، بعض اوقات لڑکیاں عمر بھر نکاح سے محروم رہتی ہیں، خاندانوں میں افتراق، بے سکونی، یا خفیہ نکاح جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

خاندانی روایات بمقابلہ شرعی اصول

اسلام کا اصول یہ ہے:

"عن عائذ بن عمرو المزني رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «الإسلام يَعْلُو ولا يُعْلَى». [حسن] [رواه الدارقطني والبيهقي]

عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسلام سربلند رہتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا""

اسلامی شریعت کی تعلیمات میں حسب و نسب، ذات پات، قبیلہ اور نسل کو کبھی معیار نہیں بنایا گیا — بلکہ ایمان و تقویٰ، اخلاق و کردار، دین داری کو معیار بنایا گیا ہے اور یہی معیارِ برتری اور نکاح کا اصل اصول ہے۔ خاندانی عزت ضرور ایک قابلِ لحاظ پہلو ہے، لیکن شرعی اصولوں پر غالب نہیں آسکتی۔

سماجی دباؤ، جاہلانہ رسوم و رواج

اکثر علاقوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ:

1. اگر سید لڑکی غیر سید سے شادی کرے تو خاندان کی بے عزتی ہو جائے گی۔
2. خاندان چھوڑ دے گا۔
3. قبر میں ماں باپ کو جواب دینا ہو گا۔
4. خون خراب ہو جائے گا۔

یہ تمام تصورات شرعی دلائل سے خالی، محض رسم و رواج اور تعصب پر مبنی ہیں۔

اس رویے کے نتائج اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ لڑکیوں کا عمر بھر کنواری رہ جاتی ہیں، شادیوں میں تاخیر، تناؤ، گھریلو جھگڑے ہوتے ہیں اور غیرت کے نام پر قتل ہو جاتے ہیں، بدگمانی، طعنہ زنی، اور بے دینی کا پھیلاؤ ہو جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں خفیہ نکاح، لڑکیوں کا گھر سے بھاگ جانا اور کورٹ میرج کرنا جیسے معاملات ہوتے ہیں، جو بعد میں معاشرتی و قانونی مسائل پیدا کرتے ہیں۔

فتنے سے بچاؤ اور حکمت و مصلحت کا پہلو

اسلام محض قانون نہیں، ایک مکمل حکمت و فہم پر مبنی دین ہے۔ اگرچہ شریعت کے مطابق سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے، لیکن حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر خاندان بہت زیادہ ضدی، شدت پسند یا فتنہ پر آمادہ ہو تو فوری ٹکراؤ سے بچتے ہوئے دعوت، فہمائش اور تدریج سے کام لیا جائے۔ علماء، بزرگوں یا خاندان کے فہم رکھنے والے افراد کو شامل کرکے سمجھایا جائے۔

علمائے سادات کا کردار

سید غیر سید کے نکاح کے مسئلے کو سمجھانے کے لیے علمائے سادات کا کردار سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، چونکہ یہ مسئلہ آج کے دور میں عقیدے اور نظریے کی شکل اختیار کر چکا ہے، جس کی اصل وجہ روافض کے جراثیم اور نسلی تفاخر ہے۔ عوام بیچاری دین سے ناواقف اور نابلد ہے، وہ سوشل میڈیا پر ہر قسم کی ویڈیوز اور مواد کو دیکھتے ہیں جس میں وہ فرق نہیں کر سکتے کہ کون سی بات اہل سنت والجماعت کے نظریے کے مطابق ہے اور کون سی بات اہل وسنت والجماعت کے عقیدے اور نظریے کے خلاف ہے، چنانچہ ایسی ویڈیوز دیکھنے اور مواد پڑھنے کے بعد وہ بھی نسلی تفاخر، قومیت پرستی و عصبیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر یہ خرابی یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ علمائے دین کو ڈکٹیٹ کرتے ہیں کہ آپ اس طرح نظریہ رکھیں جیسے میں سوچتا ہوں یا میں کہتا ہوں۔

بعض اوقات بعض بیچارے علماء سوسائٹی، اور لچے لفنگے نوجوانوں کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں اور مصلحت کا شکار ہو کر حق بات کرنے سے کتراتے ہیں، یہی مصلحت مستحب چیز کو فرض، حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا

ہے کہ نئے نوجوان یہ سمجھتے ہیں میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ایسے ہی سنتا آرہوں یہ مولوی کوئی نئی بات کیوں کررہاہے، حالانکہ وہ نئی بات نہیں۔

سادات اور غیر سادات کے درمیان نکاح کے اصول

خلاصۂ کلام

اسلام ایک ایسا دین ہے جو اعتدال، انصاف، تقویٰ اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ سادات خاندان کو نسبتِ رسول ﷺ کی بنا پر عزت دی گئی ہے، اور دی جانی بھی چاہیے۔ لیکن اس عزت کا مطلب نکاح کے شرعی اصولوں کو بدلنا، حلال کو حرام کہنا، یا دیندار غیر سادات کو کمتر سمجھنا ہرگز نہیں۔

نکاح میں اصل بنیاد دین داری، اخلاق اور کردار ہے، جس پر اوپر قرآن، سنت، عمل صحابہ اور اقوال فقہاء وعلماء سے دلائل دے دیے گئے ہیں۔

کفو میں نسب کی حیثیت صرف معاشرتی موافقت تک ہے، شرعی رکاوٹ نہیں۔

نسب کا فرق نکاح کو ناجائز یا باطل نہیں بناتا۔

تمام مکاتبِ فکر (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے مطابق سید لڑکی کا غیر سید، لڑکے سے اگر وہ کفو ہے نکاح جائز ہے۔

نکاح کو باطل یا حرام کہنے والا فتنے میں مبتلا ہے، کیونکہ شریعت نے ایسی کوئی ممانعت نہیں کی۔

غلط رویے اور ان کے نتائج

- صرف نسب کی بنیاد پر نکاح کی مخالفت دینی اصولوں کی پامالی، لڑکیوں کا نکاح میں تاخیر کا باعث بنتا ہے۔
- غیر سید لڑکوں کو کمتر سمجھنا تکبر، تعصب، امت میں تفریق کا باعث بنتا ہے، یہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی اور یہودی و ہندوانہ سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔
- شریعت سے ہٹ کر خاندانی رسم و رواج کو دین بنانا بدعت ہے، اور فتنہ، باہمی عداوت کا باعث بنتا ہے۔

مثبت رویہ

- سید لڑکی کی عزت کا تحفظ اور نکاح کے ثمرات کا حصول اس کے دین دار شریکِ حیات سے ممکن ہے، نہ کہ صرف سید نسب سے۔
- سادات کو چاہئے کہ اپنے مقام کو تقویٰ و علم کے ذریعے بلند رکھیں، نہ کہ تعصب و نفرت اور نسب پر تفاخر سے۔
- اگر کوئی غیر سید لڑکا علم، تقویٰ، حسنِ کردار اور خلوص رکھتا ہے، تو یہی کفو ہے۔

یاد رکھیں

اگر لڑکا اور لڑکی دین دار ہوں اور نکاح کرنا چاہیں، تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔

والدین کو چاہیے کہ شرعی اصول کو مقدم رکھیں، تعصب و جاہلیت سے بچیں۔

علماء کو چاہئے کہ اس مسئلے پر جرأت، حکمت اور دلائل کے ساتھ امت کی رہنمائی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تعصب، جاہلانہ رسوم، اور بدعت سے بچا کر، خالص دین کی روشنی میں فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور امتِ مسلمہ کو محبت، وحدت، اور سنت کی بنیاد پر جوڑنے کی ہمت دے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں متوازن موقف

دین اسلام کا جامع پیغام

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال، عدل، تقویٰ، عزتِ نفس، اور حسنِ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ نکاح کا معاملہ بھی انہی اصولوں پر قائم ہے، اور اس میں کوئی ایسی بنیاد قائم کرنا جو شریعت سے ماورا ہو، یا کسی طبقے کو فوقیت دے کر دوسرے کو محروم کرے، نہ صرف غیر شرعی ہے بلکہ امت کی وحدت کے لیے نقصان دہ بھی۔

قرآن و سنت کی روشنی میں متوازن موقف

اصل معیار "دین داری" ہے، نہ کہ نسب یا خاندان

إن أكرمكم عند الله أتقاكم (سورة الحجرات: 13)

نبی ﷺ نے فرمایا:

إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔ (سنن الترمذي، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ مَا جَاءَ إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، رقم الحديث: 1084)

ترجمہ: "جب تمہارے پاس ایسا شخص (رشتہ کے لیے) آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو، تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہو گا۔"

نکاح کو حرام یا باطل قرار دینے کے لیے واضح دلیل درکار ہے۔ اور کسی غیر سید نیک لڑکے سے سید لڑکی کے نکاح کو ناجائز قرار دینے کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ تمام مکاتبِ فکر کے قدیم و جدید علماء اور مفتیانِ کرام کا متفقہ فتویٰ یہی ہے کہ یہ نکاح جائز ہے۔ نکاح میں نسب کی رعایت ،،مصلحتاً" تو ہو سکتی ہے، مگر ،،شرطاً" نہیں۔

تعصب، غلو، اور نفرت کے نقصانات

نسب کو دین پر مقدم کرنا، تقویٰ و اخلاص کی نفی ہے۔ صالح غیر سید کو رد کرنا ظلم، تاخیرِ نکاح، فتنہ کا سبب ہے۔ سادات کے نام پر تکبر کرنا امت میں تفرقہ اور نفرت کا ذریعہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ

وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق دے،

اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین یارب العالمین۔

عام سوالات اوران کے مدلل جوابات

غلط فہمی پر مبنی سوالات اوران کے جوابات

سوال 1: کیاسید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے کرنا حرام ہے؟

جواب: نہیں، شرعی طور پر ایسا نکاح جائز اور درست ہے۔ نکاح کے لیے اصل معیار دین داری ہے،نہ کہ صرف نسب۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی دین دار اور بااخلاق رشتہ آئے تو نکاح کر دو۔" (ترمذی)

نسب کی بنیاد پر کسی نکاح کو حرام یا باطل کہنا خود شریعت سے انحراف ہے۔

سوال 2: کیاسادات خاندان کی عزت مجروح نہیں ہوتی اگران کی بیٹی کا نکاح غیر سید سے ہو جائے؟

جواب: سادات کی عزت دین، تقویٰ، علم،اور کردار سے ہے،نہ کہ ظاہری نسبت سے۔

اسلام میں تقویٰ ہی اعلیٰ نسب ہے:

إن أكرمكم عند الله أتقاكم (الحجرات: 13)

اگر غیر سید لڑکا نیک، دیندار، بااخلاق ہو تو ایسی شادی سادات کی عزت کے خلاف نہیں بلکہ دین کے مطابق ہے۔

سوال 3: کیا نکاح میں کفو (برابری) صرف نسب میں ہونی چاہیے؟

جواب: نہیں۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک بھی کفو میں دین داری اصل بنیاد ہے۔ نسب کا لحاظ "مصلحتاً" ہو سکتا ہے، مگر "شرطاً" نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سب کے نزدیک دینداری سب سے بڑی برابری ہے۔

سوال 4: اگر خاندان اس نکاح کو نہیں مانتا، تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر خاندان شرعی مخالفت کے بغیر صرف سادات ہونے یا برادری کی بنیاد پر نکاح سے انکاری ہے تو یہ غیر شرعی ضد ہے۔ ایسے موقع پر حکمت سے بات کی جائے، علماء سے رہنمائی لی جائے، دونوں طرف کے بزرگ بیٹھ کر مشورے سے معاملہ طے کریں، فتنہ و فساد سے بچتے ہوئے شریعت کو مقدم رکھا جائے۔لوگوں کو بتایا جائے کہ آپ نے غیر سید کو رشتہ نہیں دینا تو بے شک نا دیں لیکن نظریہ یہی رکھیں کہ شریعت میں ممانعت نہیں ہے۔

سوال 5: کیا سادات کی بیٹی کو کسی عام نسب والے سے شادی کرنا ان کی شان کے خلاف ہے؟

جواب: نہیں! خود نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادیاں غیر ہاشمی صحابہؓ سے بیاہی تھیں:

حضرت عثمانؓ بن عفان کا حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا، حضرت زینب کا ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح غیر ہاشمی فرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔یہ واضح مثالیں بتاتی ہیں کہ شریعت میں عمل اور تقویٰ کو فوقیت حاصل ہے، نہ کہ صرف خاندان یا نسب کو۔

سوال 6: لوگ کیا کہیں گے؟ خاندان میں بات کیسے سنبھالیں؟

جواب: یہ دنیاوی فکر ہے، شریعت کی راہ میں "لوگ کیا کہیں گے؟" جیسی سوچ کو روک نہیں بنانا چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے بندو! لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ صرف اللہ سے ڈرو! لوگوں کی باتوں کے بجائے شریعت، تقویٰ، اور مشورے کو بنیاد بنایا جائے۔

سوال 7: کیا یہ نکاح کامیاب ہو سکتا ہے جب خاندان راضی نہ ہو؟

جواب: جی ہاں، اگر دونوں طرف دینداری، حسنِ سلوک اور نیک نیتی ہو تو اللہ برکت دیتا ہے۔ راضی نہ ہونے والے خاندان کو وقت، حکمت اور عمل سے قائل کیا جا سکتا ہے۔
اگر نکاح شرعی اصول کے مطابق ہو، تو اللہ کی مدد ضرور شاملِ حال ہوتی ہے۔

چند فتاویٰ جات

اس مسئلے میں عوام الناس کی رہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ مفتیانِ کرام اور معاصر علماء کی تصریحات کو نقل کیا جائے، تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اسلامی شریعت میں سید لڑکی کا غیر سید، مگر دیندار لڑکے سے نکاح جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

دیوبند مکتبہ فکر

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند(ہندوستان)

فتویٰ نمبر:23034

سوال: کیا سید لڑکی کا غیر سید، مگر دیندار و صالح لڑکے سے نکاح جائز ہے؟

جواب: "اگر لڑکا دیندار، بااخلاق اور دینی اعتبار سے بہتر ہو، تو نکاح جائز ہے۔ صرف نسب کی بنیاد پر نکاح کو رد کرنا یا حرام کہنا درست نہیں۔ کفو میں دین داری اصل ہے، نہ کہ نسب۔"

جامعہ بنوریہ کراچی (پاکستان)

سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے "شریعت میں دین داری اصل کفو ہے۔ سید لڑکی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے، اگر لڑکا صالح اور دیندار ہو۔ صرف سادات خاندان کی بنیاد پر اس نکاح کو حرام یا باطل کہنا گمراہی ہے۔" مفتی محمد نعیمؒ (سابق رئیس جامعہ بنوریہ)

سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے جائز ہے؟

اکثر لوگ سید کے نام پر غیر سید سے نکاح سے انکار کرتے ہیں اور جواز ابو الفرج اصفہانی اور شیخ جمال الدین کی روایت (واقعہ) کو پیش کرتے ہیں جس میں انھوں نے حضر امام زین العابدین کے پوتے عیسی کی بات نقل کی ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ سیدزادی کی نکاح غیر سید سے ناجائز ہے۔۔۔ برائے مہربانی سید و غیر سید کے نکاح کے حوالے سے قران وسنت وائمہ کرام اور تمام مکتبہ فکر کی طرز زندگی کی روشنی میں وضاحت کریں۔ شکریہ

الجوابُ حامِداًوّمُصلیّا ً

واضح ہو کہ سید زادی کا نکاح اولیاء کی اجازت کے بغیر غیر سید سے درست نہیں، البتہ سیدہ کے اولیاء اگر غیر سید کے ساتھ نکاح پر راضی ہوں تو ایسا نکاح بلاشبہ جائزاور درست ہے۔

في درالمختار: (الكفاءة معتبرة) في ابتداء النكاح للزومه او لصحته (من جانبه) اي: الرجل لأن الشريفة تأبى ان تكون فراشا للدنيء ولذا (لا) تعتبر (من جانبها) لأن الزوج

مستفرش فلا تغطیه دناء ۃ الفراش وہذا عند الکل فی الصحیح۔ اھ۔(۴۸/۳)

فی بدائع الصنائع: واما الثانی فالنکاح الذی الکفاء ۃ فیه شرط لزومه هو إنکاح المرأۃ نفسها من غیر رضا الاولیاء لا یلزم حتی لو زوجت نفسها من غیر کف ء من غیر رضا الاولیاء لا یلزم اھ۔(۳۱۷/۲)۔ واللہ اعلم باالصواب

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔غلام مصطفی عُفی عنہ۔دارالافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ

دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

سید کا لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے کروانے کا حکم

سوال: کیاسید لڑکی کا نکاح غیرسید لڑکے سے کرسکتے ہیں؟ اس میں شرعًاکوئی قباحت ہے؟اگر لڑکا عالمِ دین ہواور باعمل ہو تو کیا صرف خاندان والوں کے طعنوں سے بچنے کے لیے سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے نہ کروانا درست ہے کہ خاندان والے کیابولیں گے؟

جواب: سیدہ لڑکی کا نکاح اپنے ولی کی اجازت سے غیر سید مسلمان لڑکے سے جائز ہے۔ اسی طرح اگرعاقلہ وبالغہ سیدہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر سید لڑکے سے نکاح کرے تو بھی نکاح منعقد ہوجائے گا، (گو ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کا از خود نکاح کرنا شرعًا و اخلاقًا و عرفًا معیوب و ناپسندیدہ ہے)، لیکن اگر لڑکا اس لڑکی کا کفو نہ ہو (یعنی قریش

کے علاوہ دیگر عرب قبیلہ کا یا عجمی قوم میں سے ہو) اور ولی کو اس پر اعتراض ہو تو اولاد ہونے سے پہلے ولی بذریعۂ عدالت اس نکاح کو ختم کرواسکتا ہے۔

سید لڑکی کا نکاح غیر سید لڑکے سے کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر لڑکی کے جوڑ کا دین دار اور باعمل لڑکے کا رشتہ مل رہا ہو تو محض خاندان والوں کی باتوں کی وجہ سے ایسے رشتہ سے انکار نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنا، ایک نماز جب اس کا وقت ہوجائے اور جنازہ کی نماز جب وہ (جنازہ) تیار ہوجائے اور کنواری (بے نکاحی) عورت (کا نکاح) جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے یعنی جوڑ کا لڑکا ملتے ہی فورا نکاح کردینا چاہیے۔

ایک اور حدیث میں لڑکی کے اولیاء کو خطاب ہے: "جب تمہیں ایسا شخص پیغامِ نکاح بھیجے جس کی دین داری اور اَخلاق تمہیں پسند ہوں تو (فورًا) نکاح کردو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہوجائے گا۔" سنن الترمذي ت بشار (1/ 238):

"حدثنا قتيبة، قال: حدثنا عبد الله بن وهب، عن سعيد بن عبد الله الجهني، عن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: يا علي، ثلاث لاتؤخرها: الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفئاً".

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (3/86):

"(وتعتبر) الكفاءة للزوم النكاح خلافًا لمالك (نسبًا فقريش) بعضهم (أكفاء) بعض (و) بقية (العرب) بعضهم (أكفاء) بعض.

(قوله: فقريش إلخ) القرشيان من جمعهما أب هو النضر بن كنانة فمن دونه، ومن لم ينتسب إلا لأب فوقه فهو غير قرشي والنضر هو الجد الثاني عشر للنبي صلى الله عليه وسلم فإنه محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، على هذا اقتصر البخاري والخلفاء الأربعة كلهم من قريش وتمامه في البحر. (قوله: بعضهم أكفاء بعض) أشار به إلى أنه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي والتيمي والعدوي وغيرهم، ولهذا زوج علي وهو هاشمي أم كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوي قهستاني فلو تزوجت هاشمية قرشيا غير هاشمي لم يرد عقدها وإن تزوجت عربيا غير قرشي لهم رده كتزويج العربية أعجميا بحر وقوله لم يرد عقدها ذكر مثله في التبيين، وكثير من شروح الكنز والهداية، وغالب

المعتبرات فقوله في الفيض القرشي لا يكون كفؤا للهاشمي كلمة لا فيه من تحريف النساخ، رملي.

(قوله: وبقية العرب أكفاء) العرب صنفان: عرب عاربة: وهم أولاد قحطان ومستعربة: وهم أولاد إسماعيل والعجم أولاد فروخ أخي إسماعيل، وهم الموالي والعتقاء والمراد بهم غير العرب وإن لم يمسهم رق سموا بذلك إما لأن العرب لما افتتحت بلادهم وتركتهم أحرارا بعد أن كان لهؤلاء الاسترقاق، فكأنهم أعتقوهم، أو لأنهم نصروا العرب على قتل الكفار والناصر يسمى مولى، نهر."

فقط واللہ اعلم۔فتویٰ نمبر:144212201616

مولانا یوسف لدھیانویؒ کا فتویٰ

سوال: ایک مسئلہ (سید قوم کی خاتون کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے) پڑھا۔ ہمارے یہاں پر ایک شاہ صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید نہ تھے، بلکہ سید آل حسن وحسین کہلاتی ہے۔آپ ذرا تفصیل سے اس مسئلے کی وضاحت فرمادیں۔

جواب: جس طرح ان شاہ صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید نہ تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سید نہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ سیدہ تھیں، ان سیدہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر سید سے کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحب زادیاں سیدہ تھیں، ان کے نکاح غیر

سیدوں سے ہوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری صاحب زادیوں کے نکاح غیر سیدوں سے ہوئے۔ اگر شاہ صاحب کے نزدیک آج کی سیدزادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے زیادہ مقدس ہیں تو میں ان (شاہ صاحب) کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتا۔ اور آج تک کسی امام و فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا۔ شاہ صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ امام زین العابدین نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے ایک آزاد کردہ غلام سے کیا تھا۔(آپ کے مسائل اوران کا حل جلد6 صفحہ 142)

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

سیدزادی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سوال: میں ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں، جو بذاتِ خود میرے لیے ایک پریشانی ہے، سوال یہ ہے کہ کیاایک سید زادی کا غیر سید سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ لڑکی 27 سال کی ہو چکی ہے جب وہ 21 سال کی تھی تب سے رشتے آ رہے ہیں لیکن کہیں سبب نہ بن سکا.. ہر بار آکر لڑکے والے جوکہ خود بھی سید ہیں کبھی لڑکی پہ اعتراض کرتے ہیں تو کبھی اس کی عمر پہ اور کبھی اس کے گھر پہ.. کبھی جہیز مانگتے ہیں لیکن اس سب کے ساتھ ہی ایک غیر سید کا رشتہ بھی آیا ہے نہ انہیں لڑکی کی عمر پہ اعتراض ہے نہ گھر نہ کسی اور بات پہ.وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیٹی چاہیے گھر بہت خالی ہوگیا ہے.. بہت عزت کرنے والے لوگ ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ لڑکی کے والد نہیں مان رہے کہ غیر سید میں نہیں کرنی وہ کہتے ہیں جہاں نصیب ہوا ہو جائے گی شادی..جبکہ لڑکی کی عمر گزرتی جا رہی ہے اب تو اس کے رشتے نہیں آتے اس کی چھوٹی بہنوں کے آتے ہیں؟ کیا اسلام میں جائز ہے کہ ایسی صورتحال میں غیر سید میں لڑکی دیدینی چاہیئے؟

Fatwa:1404-1214/L=12/1440

جواب نمبر:172335

سید لڑکی سے نکاح کے لیے سید لڑکے کا ہونا ہی ضروری نہیں، اگر لڑکی کے اولیاء غیر سید سے نکاح کردیں تو بھی نکاح درست ہوجائے گا اور مذکورہ بالا صورت میں جبکہ سید لڑکے والے قسم قسم کے بہانے سے نکاح رد کردے رہے ہیں تو جو رشتہ غیر سید لڑکے کی طرف سے آیا ہوا ہے وہیں نکاح کردینے میں مضائقہ نہیں،خاص کر جبکہ لڑکی کی عمر بھی ڈھلتی جارہی ہو،ایسی صورت میں لڑکی کے والد کو سید لڑکے سے ہی نکاح کرنے پر اصرار نہ کرنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔دارالافتاء،دارالعلوم دیوبند

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

"اگر لڑکا نیک، دین دار، بااخلاق ہو تو نکاح جائز ہے۔کفو میں سب سے اہم چیز دین داری ہے،نہ کہ نسب۔اس معاملے میں غلو کرنا شریعت سے انحراف ہے۔"

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور۔فتوی نمبر:929

سوال: کیا سیدہ لڑکی سے غیر سید لڑکے مثلاً لوہار وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو کن وجوہات کی بناپر۔اوراگر نکاح ہوجائے تواس صورت حال میں کیا کرناچاہیے۔

جواب: اصل سوال کے جواب سے پہلے تمہید کے طور پر چند باتوں کا معلوم ہونا مناسب ہے۔

(ا)رشتہ نکاح کے اعتبار سے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ قریش یعنی وہ تمام عرب جن کا سلسلہ نسب ''نضر بن کنانہ'' سے ملتا ہے۔ خواہ وہ ہاشمی ہوں، صدیقی ہوں، عثمانی ہوں یا فاروقی ہوں۔ یہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

۲۔ قریش کے علاوہ باقی اہل عرب۔ یہ حضرات ایک دوسرے کے برابر اور آپس میں کفو ہیں۔

۳۔ تیسرا گروہ غیر عرب یعنی عجم کا ہے۔ یہ سب آپس میں برابر ہیں۔ ان میں مزید کوئی درجہ بندی نہیں ہے۔

لمافی ''ردالمختار'' ؛

(فقریش) القرشیان من جمعهما اب هو النضر بن کنانه ـــــ (بعضهم اکفاء بعض) ای لا تفاضل فیما بینهم من الهاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرهم۔ (۹۵/۳)

وفی ''المغنی لابن قدامه'' ؛

قال ابو حنیفة لا تکافی العجم العرب ولا العرب قریش وقریش کلهم اکفائ۔(۳۷۴/۷)

وفی الشامیة (۸۷/۳)

فالنسب معتبر فی العرب فقط

(۲) نکاح میں نسب کے اندر برابری کا اعتبار عورت کی طرف سے ہوتا ہے یعنی اگر لڑکی اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہو تو کسی ایسے شخص کا وہ کفو نہیں ہے جو اس سے کم درجہ کا ہو۔

البتہ اگر اولیاء اور لڑکی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کر دیا جائے تو شرعاً ایسا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر سیدہ زادی کا نکاح غیر سید سے اولیاء اور لڑکی کی رضامندی سے کردیا جائے تو جائز ہے۔ اگر اولیاء کی اجازت کے بغیر بالغہ سیدہ لڑکی اپنا نکاح غیر کفو (غیر سید) میں کرلے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ نکاح بھی درست ہے۔ جبکہ دوسرا قول یہ ہے یہ نکاح اولیاء کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

سوال میں پوچھی گئی تمام جزئیات کا جواب مذکورہ بالاامور سے بخوبی واضح ہے۔

لما فی ''الھندیۃ''؛ الکفاءۃ معتبرۃ فی الرجال للنساء للزوم النکاح ولا تعتبر فی جانب النساء للرجال (۱۵۲/۲)

وفی ''بذل المجھود''؛

قال ابو حنیفۃ لا یعتبر الولی فی البالغۃ مطلقا لحدیث الثیب۔ (۲۵/۲) وکذا فی ''البحر الرائق''؛ (۱۱۰/۳)

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

کتاب: ''اسلام کا نظامِ نکاح وطلاق''

''شریعت میں نکاح کی اصل بنیاد دینداری ہے، جیسا کہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ سید لڑکی اگر کسی نیک غیر سید سے نکاح کرے تو یہ شرعاً جائز اور درست ہے۔''

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر آپ سید یعنی ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور لڑکا سید یعنی ہاشم خاندان سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ لڑکا آپ کی بیٹی کا کفو اور برابری کا نہیں ہے، لہذا آپ کی اجازت کے بغیر یہ نکاح نہیں ہوسکتا، آپ کی بیٹی پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس لڑکے سے بات چیت اور تعلقات ختم کرے اور آپ کی بات مانے، کیونکہ اگر وہ آپ کی اجازت کے بغیر اس سے نکاح کرے گی تو وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا۔

دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور

سیدہ کا غیر سید سے نکاح

سوال: کیا سیدہ کا غیر سید سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے،خواہ کفو میں ہو یا غیر کفو میں ہو،البتہ نکاح کے معاملہ میں کفو(زوجین کے درمیان مخصوص امور میں مساوات) کا لحاظ رکھنا بہتر ہے،تاکہ میاں بیوی کے درمیان توازن ہو اور ان کے تعلقات مستحکم اور پائیدار ہوں تاہم چونکہ حق کفائت عورت اور اس کے اولیا کا حق ہے ،لہذا اگر اولیا کسی مصلحت کی خاطر غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہوں تو غیر کفومیں بھی نکاح جائز ہے۔ صورت مسئولہ کے مطابق اگرچہ غیر سید سیدہ عورت کا کفو نہیں ،لیکن اولیا کی رضامندی سے سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ منعقد ہو جاتاہے۔

ولو كان التزويج برضاهم يلزم حتى لا يكون لهم حق الاعتراض؛ لأن التزويج من المرأة تصرف من الأهل في محل

هو خالص حقها، وهو نفسها، وامتناع اللزوم كان لحقهم المتعلق بالكفاءة، فإذا رضوا، فقد أسقطوا حق أنفسهم، وهم من أهل الإسقاط، والمحل قابل للسقوط، فيسقط.....وكذلك الأولياء لو زوجوها من غير كفء برضاها يلزم النكاح لما قلنا.(بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل شرط كفاءةالزوج في إنكاح المرأةالحرة، ج:3، ص:574، دارالكتب العلمية)

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

سیدہ لڑکی کا غیر سید لڑکے سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ترمذی سیدہ لڑکی کا غیر سید لڑکے کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دونوں عجمی اور پٹھان ہیں۔ وہ لڑکا مالداری وغیرہ میں لڑکی کے ساتھ برابر ہے، پوچھنا یہ ہے کہ چونکہ لڑکی سیدہ ہے تو اس کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ شریعت نے نکاح میں "کفائت" یعنی لڑکے کا نسب، دینداری، پیشہ اور مالداری میں لڑکی کے ہم پلہ ہونے کا اعتبار کیا ہے؛ لیکن اسے ایسا شرط قرار نہیں دیا جس کے بغیر نکاح جائز ہی نہ ہو، بلکہ یہ لڑکی اور اس کے اولیاء کا حق ہے۔ لہٰذا لڑکی اپنے اولیاء کی رضامندی کے بغیر غیر کفوٴ میں نکاح نہیں کرسکتی، لیکن اگر لڑکی اور اس کے اولیاء کو کوئی اعتراض نہ ہو تو پھر ایسا نکاح درست ہے۔ صورتِ مسئولہ میں غیر سید لڑکا

نسب کے اعتبار سے سید لڑکی کا کفؤ نہیں ہے۔ تاہم اگر لڑکی اور اس کے اولیاء اس غیر سید لڑکے کے ساتھ نکاح پر راضی ہوں تو ان کا نکاح بلاشبہ جائز ہے۔

حوالہ جات: الھدایۃ (1/ 200):

فصل في الكفاءة : الكفاءة في النكاح معتبرة، قال عليه الصلاة والسلام: ألا لا يزوج النساء إلا الأولياء ولا يزوجن إلا من الأكفاء، ولأن انتظام المصالح بين المتكافئين عادة؛ لأن الشريفة تأبى أن تكون مستفرشة للخسيس، فلا بد من اعتبارها، بخلاف جانبها؛ لأن الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءة الفراش. وإذا زوجت المرأة نفسها من غير كفء فللأولياء أن يفرقوا بينهما دفعا لضرر العار عن أنفسهم.

الدرالمختار (3/ 86):

(وتعتبر) الكفاءة للزوم النكاح خلافا لمالك (نسبا فقريش) بعضهم (أكفاء) بعض (و) بقية (العرب) بعضهم (أكفاء) بعض واستثنى في الملتقى تبعا للهداية بني باهلة لخستهم والحق الإطلاق، قاله المصنف كالبحر والنهر والفتح والشرنبلالية، ويعضده إطلاق المصنفين كالكنز والدرر، وهذا في العرب (و) أما في العجم فتعتبر (حرية وإسلاما).............. (و) تعتبر في العرب والعجم (ديانة) أي تقوى ..... (ومالا) بأن يقدر على المعجل ونفقة شهر لو غير

محترف وإلا فإن كان يكتسب كل يوم كنفايتها لو تطيق الجماع (وحرفة) فمثل حائك غير كفء لمثل خياط ولا خياط لبزاز وتاجر ولا هما لعالم وقاض.

ردالمحتار(3/ 86):

قوله (للزوم النكاح) أي على ظاهر الرواية ولصحته على رواية الحسن المختارة للفتوى...... قوله (وأما في العجم) المراد بهم من لم ينتسب إلى إحدى قبائل العرب، ويسمون الموالي والعتقاء كما مر، وعامة أهل الأمصار والقرى في زماننا منهم، سواء تكلموا بالعربية أو غيرها، إلا من كان له منهم نسب معروف كالمنتسبين إلى أحد الخلفاء الأربعة أو إلى الأنصار ونحوهم........ قوله (بأن يقدر على المعجل الخ) أي على ما تعارفوا تعجيله من المهر وإن كان كله حالا فتح. فلا تشترط القدرة على الكل ولا أن يساويها في الغنى في ظاهر الرواية وهو الصحيح، زيلعي.

الدرالمختار(3/ 56):

(ويفتى) في غير الكفء بعدم جوازه أصلا) وهو المختار للفتوى (لفساد الزمان).

ردالمحتار(3/ 57):

قوله (بعدم جوازه أصلا) هذه رواية الحسن عن أبي حنيفة ...... قوله (وهو المختار للفتوى) وقال شمس الأئمة وهذا أقرب إلى الاحتياط كذا في تصحيح العلامة قاسم ؛ لأنه ليس كل ولي يحسن المرافعة والخصومة ولا كل قاض يعدل، ولو أحسن الولي وعدل القاضي فقد يترك أنفة للتردد على أبواب الحكام واستثقالا لنفس الخصومات فيتقرر الضرر فكان منعه دفعا له، فتح.

فتوی نمبر:74623-تاریخ اجراء:24-11-2021

اہلِ حدیث مکتبہ فکر

شیخ زبیر علی زئیؒ(محدث العصر):

"نسب کی بنیاد پر نکاح کو رد کرنا جاہلیت ہے۔ سید لڑکی کا نکاح کسی غیر سید، مگر باعمل دیندار سے جائز ہے۔"

بریلوی مکتب فکر

دارالافتاءاہلسنت (دعوت اسلامی)

فتوی نمبر:WAT-1360

سوال: کیاسید لڑکی کی شادی خان لڑکے سے کر سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیدہ لڑکی کا نکاح ایسے لڑکے سے مطلقا ہو سکتا ہے ، جو سید نہ ہو لیکن قریشی ہو ، جبکہ جو لڑکا نہ سید ہو اور نہ قریشی ہو ، جیسے سوال میں پوچھی گئی صورت میں خان لڑکا ، اس سے نکاح کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں ، جن میں سے بعض صورتوں میں نکاح جائز و درست ہے اور بعض میں نکاح ناجائزو باطل ہے یعنی نکاح نہیں ہو سکتا۔

(1)سیدہ کا نکاح غیر قریشی ایسے عالمِ دین سے ہو ، جو مسلمانوں میں مشہور و معروف اور قابلِ تعظیم شمار کیا جاتا ہو، تو بھی مطلقاً نکاح ہو جائے گا۔

(2)سیدہ نابالغہ ہے اور اس کا نکاح غیر قریشی میں باپ دادا کے علاوہ کسی ولی مثلا چچا وغیرہ نے کیا ، تو باطل ہو گا یا باپ دادا پہلے بھی اپنی کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیرِ قریش کے ساتھ کر چکے ہیں، تو اب ان کا کیا ہوا نکاح بھی منعقد نہ ہو گا، باطل قرار پائے گا۔

(3)سیدہ بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی باپ ،دادا یا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے لیکن اس نے نکاح سے پہلے اس شخص کو غیرِ قریشی جان کر واضح طور پر اس نکاح کی اجازت نہیں دی، تو مفتیٰ بہ قول پر بالغہ کا کیا ہوا نکاح باطل ہو گا۔

(4)سیدہ بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی باپ ،دادا یا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے نکاح سے پہلے اس شخص کو غیرِ قریشی جان کر واضح طور پر اس نکاح کی اجازت دے دی، جب بھی نکاح جائز ہو گا۔

(5)سیدہ بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں ، تو اپنی خوشی سے غیرِ قریشی سے نکاح کر سکتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے ، خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔ رہے غیرِ قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ، ان میں جو عالمِ دین معظّم مسلمین ہو ، اس سے مطلقا نکاح ہوسکتاہے ، ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریش کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں ، تو نکاح باطل ہوگا ، اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی لڑکی کا نکاح ایسے ہی کرچکے ہیں ، تو اب ان کے کئے بھی نہ ہوسکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں ، تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کرسکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ ، دادا ، پردادا ، ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریش جان کر صراحۃ اس نکاح کی اجازت دے دی ، جب بھی جائز ہوگا،ورنہ بالغہ کا کیاہوا بھی باطلِ محض ہوگا۔"

(فتاوی رضویہ،ج11،ص716،مطبوعہ رضافاؤنڈیشن،لاھور)

علامہ ڈاکٹر طاہر القادری

سوال 102: کیا سید زادی کا غیر سید سے نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! سید زادی کا نکاح غیر سید سے کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن حکیم نے سورۃ النساء کی آیت نمبر تئیس اور چوبیس میں جن عورتوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے ان کی تعداد گنوا دی ہے اور ان محرمات میں سید زادی کہیں بھی مذکور نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث مبارکہ میں ممانعت ہے۔ لہٰذا سید زادی سے نکاح جائز ہے اور اس کی مثال حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں

سیدہ ام کلثوم اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا جو کہ نہ سید تھے اور نہ ہاشمی تھے۔(نکاح وطلاق احکام ومسائل)

مفتی منیب الرحمن صاحب

سوال: کیا کوئی غیر سید لڑکا اگر شریعت کے مطابق سیدہ کے گھر رشتہ بھیجے اور گھر والے راضی ہوں، تو یہ نکاح جائز ہے؟۔ بعض لوگ اسے ناجائز کہتے ہیں، کیونکہ اس سے سیدہ کی بے ادبی ہوتی ہے،(عاقب ذیشان)۔

جمہور فقہاء نے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا ہے، یعنی لڑکا حسب نسب اور موجودہ دور میں تعلیم اور حیثیت کے اعتبار سے لڑکی کا ہم پلہ ہو، تو وہ اپنی آزادانہ مرضی سے اس کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر لڑکا مندرجہ بالا اعتبار سے لڑکی کا ہم پلہ نہ ہو تب بھی ولی کی رضامندی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ولی کی رضامندی نہ ہو تو لڑکی کا آزادانہ طور پر غیر کفو میں نکاح جائز نہیں ہے۔ سیدہ لڑکی کا نکاح ولی کی رضامندی کے ساتھ غیر سید لڑکے کے ساتھ جائز ہے، ورنہ نہیں۔ آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ بعض سادات علمائے کرام و مشائخ عظام سیدہ خاتون کے غیر سید مرد کے ساتھ نکاح کو کسی صورت میں جائز نہیں سمجھتے۔ہم نے جمہور فقہائے احناف کا مسلک بیان کیا ہے۔اگر لڑکی نے ولی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح درست ہے۔

آپ کو ایسی درجنوں مثالیں مل جائیں گی کہ سادات علمائے کرام نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح غیر سادات علمائے کرام اور دیگر لوگوں سے کیا۔ جن سادات کرام کو اپنی بیٹیوں کے لیے سادات کے مناسب رشتے ملیں تو انہیں ترجیح دینا ان کا حق ہے اور اچھی بات ہے، لیکن آج کل بیٹیوں کے رشتے کے حوالے سے سب کو مسائل درپیش ہیں اور تعلیم کے

تفاوت کی وجہ سے اور زیادہ مشکلات ہیں، اس لیے ہر شخص اپنے حسب حال فیصلہ کر سکتا ہے اور اختلافی مسائل میں، میں ہمیشہ مشورہ دیتا ہوں کہ جس فقیہہ، مفتی یا عالم پر آپ کو اعتماد ہو،اس کے فتوے پر عمل کریں۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں اس مسئلے پر بہت تفصیلی بحث فرمائی ہے اور آخر میں اپنا موقف تحریر فرمایا ہے کہ :

کسی امام کے نزدیت بھی غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہے، البتہ امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہاء احناف کے نزدیک غیر کفو میں کیے ہوئے نکاح میں ولی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے، جبکہ امام مالک اور فقہاء احناف میں سے امام ابو بکر جصاص اور امام کرخی کے نزدیک نکاح میں کفاءۃ فی الدین کے سوا اور کوئی شرط نہیں ہے اور کتاب و سنت کے مطابق یہی نظریہ صحیح ہے اور اصول احناف کے بھی مطابق ہے، کیونکہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ایسی کسی شرط کا ذکر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ سے غیر کفو میں نکاح کرنا ثابت ہے، فقہاء تابعین میں سے عمر بن عبدالعزیز، ابن سیرین اور سفیان ثوری کا یہی مسلک ہے، اس لیے ہم نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ تاہم اگر کوئی عالم دین ان تمام دلائل کو پڑھنے کے بعد بھی جمہور فقہاء کی رائے کو درست قرار دے کر ایسی صورت میں ولی کو فسخ نکاح کا ختیار دیتا ہے تو وہ معذور ہے اور اس کی بھی ایک وجہ ہے، لیکن اس نکاح کو حرام کہنے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے، یہ محض اللہ کے حلال کیے ہوئے کو حرام کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو تبدیل کرنا ہے۔(جلد ثالث صفحہ 1182)۔

علامہ احمد یار خان نعیمیؒ

(تفسیر نعیمی، نکاح کے احکام میں):

"نکاح میں دین داری اصل ہے۔ شریعت نے ذات برادری کو نکاح کا معیار نہیں بنایا۔"

مفتی محمد امین (مرکزی دار الافتاء بریلوی مکتب):

"اگر لڑکا دین دار ہو، تو سید لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ عزت نفس کا تحفظ ضروری ہے، مگر اس کی آڑ میں شریعت کو نہ بدلا جائے۔"

مفتی: عبدالقیوم ہزاروی

سوال نمبر: 2755

السلام علیکم میرا سوال یہ ہے کہ کیا سید لڑکی کی شادی کسی امتی لڑکے سے ہو سکتی ہے؟

سائل: سید شاہ زیب شیراز مقام: لاہور

تاریخ اشاعت: 09 ستمبر 2013ء

زمرہ: مسئلہ کفو

جواب: اگر لڑکا لڑکی دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوں اور دونوں صحیح العقیدہ مسلمان ہوں تو شادی کر سکتے ہیں، شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر: 926

کیا سید زادی کا نکاح غیر سید سے ہو سکتا ہے؟

سائل: سید جواد علی

تاریخ اشاعت: 28اپریل 2011ء

زمرہ: مسئلہ کفو

جواب: سیدہ کا غیر سید سے نکاح کے بارے میں اصل مسئلہ کفو یعنی برابری اور مساوات کا ہے۔ اس بنیاد پر بعض علماء کرام سیدہ کا نکاح غیر سید سے حرام جانتے ہیں لیکن تحقیقی بات یہ نہیں ہے۔

اسلام نے نکاح کا مقصد محبت و الفت بتایا ہے لہذا نکاح کرتے وقت چند امور کو پیش نظر رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے جس سے میاں بیوی کے درمیان جہاں تک ممکن ہو محبت، یگانگت اور ہمدردی پیدا کی جائے، جو رشتہ ازدواج کی پائیداری کا سبب بنے تاکہ میاں بیوی میں اتفاق ہو اور وہ پر سکون زندگی گزار سکیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ. (النِّسَآء، 4 : 3)

تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں۔

یہ بات بنیادی ہے، اسلام نے یہ حق ہر مرد اور عورت کو دیا ہے لہذا کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی پر اپنی مرضی مسلط کرے۔ یہاں تک کہ باپ اور دادا کو بھی جبر کا اختیار نہیں ہے۔

ہدایہ میں ہے:

ولا يجوز للولی اجبار البكر البالغة على النكاح. (هدايه، 2 : 312)

کنواری (خواہ مطلقہ یا بیوہ) بالغ لڑکی کا زبردستی نکاح کرنے کا اس کے ولی کو بھی اختیار نہیں۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں :

ینعقد نکاح الحرہ العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی.

ہر آزاد عقل مند بالغ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کرے تو نکاح ہو جاتا ہے۔

احناف اور دیگر ائمہ نے کفو کا اعتبار کیا ہے۔ انہوں نے بھی کبھی کہیں یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہیں ہوتا بلکہ یہ فرمایا کہ بالغ لڑکی غیر کفو میں نکاح کرے اور باپ یا دادا سے اجازت نہ لے تو ان حضرات کو اعتراض کا حق ہے اور وہ قاضی کے پاس تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر سکتے ہیں اگر نکاح ہی نہیں ہوتا تو اعتراض کس کا۔ (بدائع الضائع، 2 / 318)

باپ اور دادا کی اجازت سے تو غیر کفو میں نکاح ناجائز ہونا کسی کے قول سے ثابت نہیں ہے، سب کے نزدیک جائز ہے۔ قرآن مجید میں جن رشتوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اس میں سیدہ کا غیر سید سے نکاح نہ ہونے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی حدیث پاک میں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے آپ منہاج الفتوی کی تیسری جلد کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

مفتی: عبدالقیوم ہزاروی

شیعہ مکتبہ فکر

آیت اللہ محمد جواد فاضل لنکرانی

مشہور شیعہ عالم حضرت آیت اللہ شیخ محمد جواد فاضل لنکرانی جو ایران کے ہیں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

کسی سیدہ خاتون کا غیر سید مرد سے شادی کا کیا حکم ہے؟

شیعہ غیر سید مرد کا شیعہ سیدہ لڑکی سے شادی کرنے میں شرعی لحاظ سے کوئی اشکال نہیں ہے اور اسلام کی نظر میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ سیدہ لڑکی کا غیر سید سے شادی جائز نہ ہو۔

اس مسئلہ کی دلیل خود قرآن ہے۔

اوراس کا واضح نمونہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی پھوپھی زینب کا زید بن حارثہ سے شادی کرنا ہے کہ قرآن کریم میں یہ صریحاً ذکر ہوا ہے۔ جیسا کہ سور احزاب میں فرماتا ہے :

«وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لا مُؤْمِنَةٍ إِذا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُبِيناً * وَ إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللَّهَ وَ تُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشاهُ فَلَمَّا قَضى زَيْدٌ مِنْها وَطَراً زَوَّجْناكَها لِكَيْ لا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْواجِ

أَدْعِيائِهِمْ إِذا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَراً وَ كانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا»)سورہ احزاب آیت 36 تا 37)

اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار حاصل رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوگیا۔اور (اے رسول یاد کریں وہ وقت) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا، کہہ رہے تھے :اپنی زوجہ کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو اور وہ بات آپ نے اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں، پھر جب زید نے اس (خاتون) سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس خاتون کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے شادی کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم نافذ ہو کر ہی رہے گا"۔

واقعہ یہ ہے کہ :بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جب حضرت خدیجہ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے شادی کی، اس وقت خدیجہ نے "زید" نامی کسی غلام کو خریدا اور بعد میں اسے پیغمبر اکرم (ص) کو ہدیہ کے طور پر دیا،اور پیغمبر اکرم(ص) نے اسے آزاد فرمایا، اورجب اس کے قبیلہ والوں نے اس سے بائیکاٹ کیا تو آپ (ص) نے اسے اپنا بیٹا بنایا کہ اصطلاح میں اسے تبنی کہا جاتا ہے۔

اسلام کے ظہور ہونے کے بعد "زید" ایک مخلص مسلمان ہوا، اور اسلام میں اپنا مقام پیدا کیا،اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ جنگ "موتہ" میں لشکر اسلام کے کمانڈر بن گئے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

جب پیغمبر اکرم(ص) کی شادی کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت زینب بنت جحش کی منگنی کی ،زینب بنت جحش رسول خدا (ص) کی پھوپھی کی بیٹی تھی اور سیدہ تھی اور زید ایک آزاد ہونے والا غلام تھ کہ حضرت خدیجہ نے پیغمبر اکرم(ص) کو ہدیہ دیا تھا اور وہ سید نہیں تھا، پیغمبر اکرم (ص)نے جب زینب کی منگنی کی تو وہ یہ سوچ کر خوشحال ہوئی تھی کہ آپ(ص)اپنے لیے منگنی کررہے ہیں اس لیے خوشحال ہو کر راضی ہوئی ،لیکن جب بعد میں یہ پتہ چلا کہ زید کے لئے منگنی کی ہے تو سخت پریشان ہوئی اور منع کرنے لگی، اور اس کا بھائی "عبدا للہ" بھی اس کے لئے راضی نہیں تھا اور سختی سے مخالفت کررہا تھا، اس وقت جن آیات کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے ان میں سے ایک نازل ہوئی اور زینب اورعبداللہ کو یہ خبر دار کیا کہ جب خدا اور اس کا رسول کی کام کو ضروری سمجھتے ہیں تو کوئی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا ،انہوں نے جب یہ بات سنی تو وہ بھی خدا کے حکم سے سامنے سر تسلیم خم ہوئے (البتہ جیسا کہ معلوم ہے یہ شادی کوئی معمولی شادی نہیں تھا بلکہ یہ زمان جاہلی کی ایک غلط رواج کو باطل قرار دینے کے لئے ایک مقدمہ تھا ،کیونکہ زمانہ جاہلیت میں کوئی با شخصیت عورت کسی غلام سے شادی کرنے پر رضامند نہیں ہوتی تھی،اگرچہ اس کا انسانی لحاظ سے بہت ہی قدر و قیمت والا ہی کیوں نہ ہو۔

اگر سیدہ لڑکی کا کسی غیر سید سے شادی کرنے میں کوئی مختصر بھی مشکل ہوتا تو خدا اور اس کا رسول اس کی تائید نہیں کرتے ، لیکن یہاں پر زینب نے جب اس سے منع کیا تو خداوند متعالی نے اسے خبر دار کیا۔

کہ یہ کسی بھی صورت میں یہ شادی واقع ہونا چاہیئے تا کہ یہ غلط اور باطل رواج اور نسلی امتیاز بندی ختم ہو جائے۔

البتہ بعد میں زید اور زینب کے درمیان اختلافات ہوئے اورزینب کو طلاق ہوئی اس کے بعد زینب کی حوصلہ افزائی اور تبنی کے غلط رواج کو توڑنے کے لئے پیغمبر اکرم(ص) زینب سے شادی کرلی کہ دوسری آیت اس مطلب کی طرف اشارہ کررہی ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ سیدہ کا غیر سید سے شادی کے جائز ہونے کا بہترین دلیل ہے۔

اس کا ایک اور نمونہ ، عبد المطلب کی پوتی ضباعہ کا مقداد سے شادی کرنا ہے کہ روایات میں نقل ہوا ہے مخصوصاً اس روایت کے ذیل میں تصریح ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم(ص) نے فرمایا:"میں نے یہ شادی کرایا ہے تا کہ لوگوں کے درمیان شادی وسیع پیمانہ پر واقع ہو جائےاور تمام قسم کے قیداوربند ختم ہو جائے"۔

ہمارے زمانہ کے بہت سارے مراجع جیسے آیت اللہ خوئی اور آیت اللہ گلپایئگانی کہ خود سادات بنی زہرامیں سے ہیں، لیکن انہوں نے اپنی بیٹیوں کو غیر سادات کودیئے ہیں۔

لہذا سید ہ اور غیر سید میں شادی جائز نہ ہونے کا جو عقیدہ ہے دین میں بدعت ہے شاید دشمنان اہل بیت نے اس کو رواج دیا ہو گا تا کہ اس طرح سادات اور غیر سادات میں کوئی گھرا تعلقات پیدا نہ ہو جائے۔

کسی شیعہ عالم کی ایک اور تحریر

سوال:-(سیدانی)سیدزادی کی غیر سید سے ازدواج کا کیا حکم ہے؟

1) سوال کی وضاحت

برصغیر ھندوستان اور پاکستان کے بعض شہروں میں بسنے والے بعض شیعہ گھرانے ایک سیدانی(سید زادہ لڑکی) کی غیر سید لڑکے { اگرچہ وہ لڑکا باایمان، پرہیزگار ، امین اور مومن ہی کیوں نہ ہو} سے شادی کو حرام سمجھتے ہیں

قابل ذکر بات ہے کہ یہ خیال صرف پاک و ھند کے صوبہ پنجاب اور اس کے آس پاس کے بعض علاقوں میں پایا جاتا ہے اور پوری دنیا میں بسنے والے شیعہ جن میں بہت سارے مجتھدین، علماء اور سادات بھی تھے ان کے ہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی بلکہ ان میں سے بہت ساروں کے درمیان یہ رشتہ ازدواج بھی موجود تھا۔

جو افراد اس قسم کے خیالات کے حامل ہیں اس مسئلے کو اپنے عقیدے کا حصہ مانتے ہیں یہ لوگ اپنی بات کی تائید میں یوں بیان کرتے ہیں کہ امام موسی کاظم علیہ السلام کی کئی بیٹیاں تھیں، لیکن ان میں سے ان کی زندگی میں کسی کی شادی انجام نہیں پائی ہے، چونکہ اس زمانے میں سید مرد نہیں تھے۔

کیا یہ نظریہ صحیح ہے؟ کیا مراجع عظام تقلید میں سے کسی نے اس کی بات کی حمایت کی ہے؟

2) مختصر جواب

جہاں تک ہماری آگاہی ہے اس کے مطابق کسی بھی زندہ مجتھد نے اب تک اس قسم کی شادی کے حرام ھونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے

سیدزادہ لڑکیوں اور عورتوں کی غیر سید مردوں سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے- اور ضروری نہیں ہے کہ سادات عورتیں اور لڑکیاں صرف سید مردوں سے ہی شادی کریں

مثال کے طور پر حضرت آیت اللہ صافی گلپائیگانی (اس وقت 101 سالہ مجتھد ہیں اور انکی اہلیہ حضرت آیت اللہ سید محمد رضا گلپائیگانی کی صاحبزادی ہیں یعنی سیدانی ہیں) اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: نہیں، کوئی حرج نہیں ہے،لیکن حق ہے کہ شوہر، اپنی سادات بیوی کا زیادہ احترام کرے۔

امام موسی کاظم {ع} کی کئی بٹیاں تھیں، جنھوں نے اپنی پوری عمر میں شادی نہیں کی ہے، جیسے حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا، لیکن ان کی شادی نہ کرنے کی وجہ، سید مرد کا نہ ہونا نہیں تھی۔

آیت اللہ العظمی مکارم شیرازی فرماتے ہیں کہ طول تاریخ میں اس قسم کی شادیاں ہوتی رہی ہیں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی زندگی میں بھی انجام پاتے تھے ہاں اگر کسی علاقے میں لوگوں کی جہالت اور شریعت کے احکام سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے فتنہ اور فساد برپا ہونے کا خدشہ ہے تو فتنوں سے بچنے کے لئے اجتناب کریں

((مثال:- ایک مرد ایک وقت میں چار(4) عورتوں سے دائمی نکاح کے ذریعے بیویاں اپنا سکتا ہے یعنی شرعی حکم کے مطابق حلال اور جائز ہے لیکن اس کے گھر میں فساد اور مشکلات کی صورت میں ایک بیوی پہ اکتفاء کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی حرام ہو))

3) <u>سیدانی کا نکاح غیر سید سے جائز ہے</u>

آج کل کچھ لوگ سیدہ اور غیر سید کے نکاح کے حوالے سے کافی پریشان ہیں ۔۔۔ کیوں کہ تمام شیعہ علماء کرام ، مجتہدین مراجع تقلید اس نکاح کو جائز جبکہ کچھ پاکستانی اور ہندوستانی عوام اس کو ناجائز سمجھتے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ اس کا فیصلہ عوام پر چھوڑا جائے۔۔

برصغیر پاک وہند میں سادات کے حوالے سے رائج دو تعریفیں

نمبر 1 ۔۔ کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ سادات فقط وہی ہیں جو بی بی فاطمہ سلام اللہ کی اولاد ہیں

نمبر 2۔۔۔جبکہ باقی کہتے ہیں کہ تمام اولاد بنی ہاشم سادات ہیں۔۔۔

اب ہم سب یہاں پر سادات کی ان دونوں تعریفوں (definitions) کی کو مد نظر رکھتے ہوئے اور عقل انسانی استعمال کرتے ہوئے خود اس سوال کا جواب حاصل کریں گے کہ آیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔۔۔۔

سب سے پہلے ہم سادات کی تعریف نمبر 1 کو لیتے ہیں۔

اگر سید کی تعریف یہ ہو کہ اولاد زھراء سید کہلاتی ہے تو پھر پہلی سید زادی جناب زینب کہلاتی ہیں تو پھر پہلی سید زادی جناب زینب سلام اللہ علیہا ہیں اور ان کی شادی جناب عبداللہ سے ہوئی تو جناب عبداللہ چونکہ بی بی زھرا سلام اللہ علیہا کی اولاد نہیں تو لھذا پہلی تعریف کے مطابق وہ سید نہیں ہیں۔ اور وہ غیر سید ہیں تو یہ پہلا نکاح یہ جو ہے جو غیر سید اور سید زادی کا ہوا۔

یعنی اگر تعریف نمبر 1 کو بر حق سمجھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز ہے بلکہ سنت آل محمد ہے۔

ایک اور مثال

مقداد بن اسود (غیر سید صحابی) کا ضباعۃ ابنۃ الزبیر بن عبد المطلب (سید زادی) سے نکاح:

ہماری اہل تشیع کی مستند ترین کتب کتب اربعہ میں سے ایک "اصول کافی " کی حدیث ہے سند کے ساتھ ذرا غور سے پڑھیئے گا:

محمد بن يعقوب ، عن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن علي بن فضال ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن عمرو بن أبي بكار ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) زوج المقداد بن الأسود ضباعة ابنة الزبير بن عبد المطلب ، وانما زوّجه لتتّضع المناكح ، وليتأسّوا برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وليعلموا أن أكرمهم عند الله أتقاهم .

ترجمہ: محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم، نے ابیہ، نے حسن بن علی بن فضال، نے ثعلبہ بن میمون نے عن عمرو بن أبي بكار نے عن أبي بكر الحضرمي۔نے عن أبي عبدالله (علیہ السلام) سے روایت کی کہ : رسول (ص) نے مقداد بن اسود کا نکاح ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کروایا، اور یہ نکاح اس لیئے کروایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ تم میں سے افضل وہ ہے جو متقی ہے۔(نہ کہ قریشی یاھاشمی)

حوالہ جات: اصول کافی جلد 5 صفحہ 344

اور جن کو شک ہے وسائل شیعہ جو کہ ایک اور مستند شیعہ کتاب ہے میں اس روایت کو دیکھ لیں: وسائل الشیعہ جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۶۹ اور ۸۹

<u>اب ہم سادات کی تعریف نمبر 2 لیتے ہیں</u>

اگر سید کی تعریف یہ ہو کہ اولاد حضرت جناب ھاشم سید کہلاتی ہے تو پھر جناب زینب بنت جحش جو رسول اللهؐ کی کزن اور ہاشمیہ و سیدہ تھیں جن کا نکاح ایک غلام سے ہوا جو کافر سے

مسلمان ہوا تھا وہ قریشی اور ہاشمی بھی نہیں تھا۔ اب یہاں پر بھی غیر سید کا سید زادی سے نکاح ہوا۔

اس تعریف کے مطابق بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید مرد سے جائز ہے۔

ایک اور مسئلہ پر میں تھوڑی وضاحت شیعہ تاریخ کے کی نظر میں کرنا چاہوں گا

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ امام موسی کاظم ع کی بیٹیوں س کی شادی اس لئے نا ہو پائی کہ امام موسی کاظم ع نے منع کیا تھا کہ غیر سید سے شادی نہیں کرنا۔ جبکہ حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں اور ایسی سوچ کو آئمۂ ع سے منسوب کرنا جہالت کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ ائمہ ع ہمیشہ سے ہمیں یہی بتاتے ائے کہ فضیلت کا معیار فقط تقوی ہے تو کیسے ممکن کہ ائمہ ع تقوی کی بجائے نسل کی شرط عائد کردیں۔ اس غلط فہمی پر سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ کہ امام موسی کاظم ع کے دور میں کیا کوئی بھی سید لڑکا نا تھا؟؟؟۔

امام موسی کاظم ع سے پہلے والے ائمہ ع کی کیا کوئی اولادیں نہیں تھیں؟؟؟

حقیقت تو یہ ہے کہ اس دور میں لوگ کو اجازت نہیں تھی کہ وہ امام موسی کاظم ع کے گھرانے سے کوئی تعلق رکھیں اور جو تعلق رکھنے کا سوچتا بھی تو ظالم حکومت کی جانب سے موت کے سوا کچھ نا ملتا یہی وجہ ہے کہ امام موسی کاظم ع کی سیدانیوں کے رشتے نا ہو پائے

ہمارے تمام شیعہ فقہا کا نظریہ

تمام شیعہ فقہا نے اس نکاح کو جائز اور قرآن سنت کے مطابق کہا ہے اور ہمارے بیشمار ایسے شیعہ فقہا ہیں اور گزرے ہیں کہ جنھوں اپنی سیدہ بیٹیوں کی شادی غیر سید مردوں سے کی ہم یہاں یہ نہیں کہہ رہے کہ سیدانیوں کی نکاح لازمی طور پر غیر سید لوگوں سے کیے

جائیں۔ بلکہ ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اپنے لخت جگر کو کسی ایسے شخص سے رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جائے جو دین دار ہو اور محمد و آل محمد کا محب ہو، نا کہ اس چکر میں پڑے رہیں کہ سید سے کرنی ہے یا غیر سید سے اور کسی مرجع تقلید نے اس قسم کی ازدواج کو حرام قرار نہیں دیا ہے۔ جیسا کہ آیت اللہ سیستانی ، آیت اللہ خامنہ ای ، آیت اللہ خمینی ۔ آیت اللہ صافی گلپائیگانی ۔ آیت اللہ سید الخوئی ۔ ایت اللہ نشیر حسین نجفی ۔ حتی کہ تمام کا یہی نظریہ ہے۔

اب ہر بات بالکل واضح ہے جس کو با آسانی پڑھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اس تحریر کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی عقل مند با آسانی اس بات کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ ایا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

میں نے اس پوسٹ میں نا تو کسی شخص پر اور نا ہی کسی سید یا غیر سید پر تنقید کی ہے اور نا ہی کوئی فتویٰ پیش کیا ہے بلکہ کچھ علمی دلائل پیش کئے ہیں جس سے اپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی۔ تمام سادات و غیر سادات ہمارے لے قابل احترام ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل فقط وہی ہے جو متقی ہے اور یہ ہی اللہ۔ محمد وال محمد کا فیصلہ ہے۔

اس معاملے میں اگر محمد و آل محمد کی فرامین کو دیکھا جائے تو یہی ملتا ہے کہ *" لڑکی سیدہ ہو یا غیر سید ۔ اس کا نکاح ہمیشہ کسی ایسے شخص سے ہونا چاہیئے جو نیک ۔ باکردار ۔ با تمیز ۔ بااخلاق۔ باادب ہو اور عورت کی جائز ضروریات کو پورا کرنے پر قادر ہو"*

4)*تاریخ میں سیدزادیوں کے غیر سادات لڑکوں سے نکاح*

تحقیق: محمد زکی حیدری

1-فاطمہ صغریٰ(س)بنت حسین(ع)کاعبداللہ ابن عمرو بن عثمان بن عفان(غیر سید)سے نکاح:

فاطمہ بنت حسین (س) یعنی فاطمہ صغریٰ (س) کے عبداللہ ابن عمر و بن عثمان بن عفان سے ازدواج کے بارے میں آتا ہے کہ: "جب عبداللہ ابن عمر نے بیبی فاطمہ صغریٰ (س) کا رشتہ مانگا تو بیبی نے انکار کیا، لیکن ان (س) کی ماں اس رشتے کی طرف مائل نظر آئیں اور انہیں قسم دی کہ عبدااللہ سے شادی کرلیں، بیبی (س) نے اپنی ماں کے اسرار اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شادی کیلئے ہاں کر دی لیکن اس کے بعد (تمام مورخین کے اتفاق سے) ایک سال تک اپنے شہید شوہر (حسن مثنی بن امام حسن) کے غم میں خیمہ زن ہوکر خدا سے راز و نیاز کرتیں اور اپنے شوہر کا غم مناتی رہیں۔(1)(2)(3)(4)

حوالہ جات:

1-قمي،عباس،سفينة‌البحار،ج1،ص256.

2-ترجمۃ مقاتل الطالبين،ص196و194

3-صادقي اردستاني،احمد،فاطمہ دختر امام حسين——— عليه السّلام ——— ، تهران،مطهر، 1379،ص182،178

4-.انساب الاشراف، ج2، ص 47 و ج 8، ص245، البدايہ و النھايہ، ج9، ص256.

2-مقداد بن اسود(غیر سید صحابی)کاضباعۃ ابنۃ الزبیر بن عبدالمطلب(سیدزادی)سے نکاح:

ہماری اہل تشیع کی مستند ترین کتب کتب اربعہ میں سے ایک "اصول کافی " کی حدیث ہے سند کے ساتھ ذرا غور سے پڑھیئے گا:

محمد بن يعقوب ، عن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن علي بن فضال ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن عمرو بن أبي بكار ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) زوج المقداد بن الأسود ضباعة ابنة الزبير بن عبد المطلب ، وانما زوّجه لتتّضع المناكح ، وليتأسّوا برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وليعلموا أن أكرمهم عند الله أتقاهم .

ترجمہ: محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم، نے ابیہ، نے حسن بن علی بن فضال، نے ثعلبہ بن میمون نے عن عمرو بن أبي بكار نے عن أبي بكر الحضرمی۔نے عن أبي عبدالله (علیہ السلام) سے روایت کی کہ : رسول (ص) نے مقداد بن اسود کا نکاح ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کروایا، اور یہ نکاح اس لیئے کروایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ تم میں سے افضل وہ ہے جو متقی ہے۔(نہ کہ قریشی یاھاشمی)

حوالہ جات:

اصول کافی جلد 5 صفحہ 344

اور جن کو شک ہے وہ اس لنک پر کلک کر کے وسائل شیعہ جو کہ ایک اور مستند شیعہ کتاب ہے میں اس روایت کو دیکھ لیں: اس لنک پر کلک فرمائیں

http://alkafeel.net/islamiclibrary/hadith/wasael-20/wasael-20/v04.html

3۔ حضور(ص) کی پھوپھی کی بیٹی سیدہ زینب بنت جحش کا نکاح شیخ زید بن حارث (صحابی) سے

قرآن میں سورہ احزاب کی آیت نمبر 37 کی تفسیر پڑھیں، اس میں زید (رض) کا نام آیا ہے قرآن میں یہ واحد صحابی ہیں جن کا نام آیا ہے جا کر دیکھئے ان کا نکاح خود رسول (ص) نے زینب بنت جحش سے کروایا۔ اگر آپ مولانا ذیشان حیدر جوادی کی تفسیر پڑھین تو انہوں نے زینب بنت جحش کے لیئے لفظ "سیدانی" استعمال کیا ہے۔ بھر حال اس کے حوالے کی ضرورت نہیں قرآن میں زید کے نکاح اور پھر طلاق کا قصہ مشہور ہے مجہول نہیں۔

اس کے علاوہ میں نے پڑھا ہے امام حسین (ع) کی پوتیوں زینب، ام کلثوم، فاطمہ ، ملیکہ، اور ام قاسم وغیرہ کے نکاح بھی غیر سادات سے ہوئے

سیدزادی کا غیر سید زادے سے نکاح اور قرآن

سید زادی کا نکاح غیر سید زادے سے حرام ہوتا تو قرآن ضرور اشارہ کرتا کیونکہ مشرکوں سے جب نکاح حرام کہا تو فرمایا:

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ

(مشرکات سے نکاح مت کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں) }سورہ البقرہ آیت 221{

اور کفار سے نکاح کی ممانعت سورہ ممتحنہ کی آیت نمبر 10 میں :

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

(اور کفار عورت سے شادی کے روابط مت قائم کرنا)

اہل کتاب سے نکاح جائز کہا تو سورہ مائدہ کی آیت نمبر 5 میں فرمایا:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

آج تمہارے لیے سب اچھی پاک صاف چیزیں حلال کی جا چکی ہیں اور اہل کتاب کا اناج تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا اناج ان کے لیے حلال ہے اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جنہیں تمہارے پہلے کتاب ملی ہے، جبکہ ان کی اجرتیں دیدوپاک دامنی کا تحفظ کرتے ہوئے، نہ کہ بے محابا شہوت رانی کرتے ہوئے اور نہ خفیہ طور پر ناجائز تعلقات قائم کرتے ہوئے اور جو ایمان کے بجائے کفر اختیار کرے،اس کے سب اعمال اکارت گئے اور وہ آخرت میں گھاٹااٹھانے والوں میں ہوگا۔

(واہ پاکستانی اور ہندوستانی سیدو! قرآن مسلمان لڑکے کو اہل کتاب یعنی عیسائی یہودی لڑکی سے بھی نکاح کی اجازت دے رہا ہے اور آپ نے اس پر مسلمان لڑکی (سیدزادی) حرام کردی۔۔۔۔)

محرمات سے نکاح حرام تھاتو سورہ نساء کی آیت 23 میں صاف فرمادیا :

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم

بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُواْ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلاَئِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلاَبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُواْ بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إَلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا.

تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری خوش دامنیں اور تمہاری پرورش میں آنے والی تمہاری ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم نے مقاربت کی ہے لیکن اگر ان کے ساتھ تم نے مقاربت نہیں کی ہے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور بیویاں تمہاری صلبی اولاد کی اور یہ کہ تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو مگر جو ہو چکا۔ یقیناالله بخشنے والا ہے، بڑامہربان.

بھائی کوئی ایک ٹوٹی پھوٹی آیت ہی لا کر دکھا دے کہ غیر سید لڑکے سید زادی سے (نعوذ باللہ) نکاح حرام ہے۔

<u>سید زادی کا نکاح غیر سید سے جائز مستند شیعہ احادیث اور آئمہ کے اقوال سے</u>

ذرا غور سے پڑھیئے گا سادات کرام وسائل شیعہ میں پورا ایک باب ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے:

26 - باب انه يجوز لغير الهاشمي تزويج الهاشمية ن والأعجمي العربية ، والعربي القرشيّة ، والقرشي الهاشمية ، وغير ذلك

باب کہ غیرھاشمی مرد کیلیئے ہاشمی عورت سے نکاح جائز ہے، عجمی مرد کا عربی عورت سے، عربی کا قریشی سے، قریشی کا ہاشمی وغیرہ سے ۔ یہ وسائل شیعہ جلد نمبر 7 میں باب 26 ہے۔اس کے نیچے اسی باب میں یہ حدیث ہے

وعن الحسين بن الحسن الهاشمي ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، وعن علي بن محمد بن بندار ، عن السياريّ ، عن بعض البغداديين ، عن علي بن بلال قال : لقي هشام بن الحكم بعض الخوارج فقال : يا هشام ، ما تقول في العجم ، يجوز أن يتزوّجوا في العرب ؟ قال : نعم ، قال : فالعرب يتزوجوا من قريش ؟ قال : نعم ، قال : فقريش تزوج في بني هاشم ؟ قال : نعم ، قال : عمن أخذت هذا ؟ قال : عن جعفر بن محمد (عليه السلام) ، سمعته يقول : أتتكافأ دماؤكم ولا تتكافأ فروجكم ، الحديث .

ترجمہ: حسن بن حسین ہاشمی سے، اس نے إبراهيم بن إسحاق الاحمر سے، اس نے علي بن محمد بن بندار سے ، اس نے السياريّ سے، اس نے عن بعض البغداديين سے، اور اس نے عن علي بن بلال سے رویت کی کہ: کچھ خارجیوں نے ہشام کو دیکھا اور پوچھا کہ : اے ہشام! کیا کہتے ہو عجمی مردوں کے بارے میں کیا وہ عرب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں؟ ہشام نے کہا:ہاں

پوچھا: عرب کو غیر قریشی ہیں کیا وہ قریشی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں؟ ہشام نے کہا:ہاں

پوچھا: کیا قریش مرد کسی ہاشمی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟

فرمایا: ہاں پوچھا: یہ علم تمہیں کس نے دیا؟

ہشام نے کہا: میں نے جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے سنا کہ انہوں نے فرمایا "کیا تم صرف خون میں ایک دوسرے کے برابر ہو اور شادی اور کفو میں نہیں۔

حوالہ: الكافي 5 : 345 |

میں متقی سادات کے احترام کا قائل ہوں لیکن بھیا سید وہی ہوتا ہے جو سید المرسلین (ص) اور اس کی اہل بیت معصومین (ع) کے قول اور فعل کو من و عن قبول کرے نہ کہ اپنی سیادت کی کھوکھلی شان بچانے کیلیئے ان کے ساتھ ساتھ تمام فقہاء، مجتھدین اور مستند راویوں کا بھی انکار کر دے۔ حقیقت مان لینی چاہیئے ضد کرنا شیطان کا کام ہے۔ پوری دنیا میں یہ مسئلا وجود ہی نہیں رکھتا ہم پاکستانی اور ھندوستانی ہیں کہ اپنی انا کی خاطر شیطنیت پر اتر آتے ہیں اور حقیقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔

نوٹ: یہ تحریر شیعہ حضرات کی لکھی ہوئی ہے۔

امام صادقؑ کی بیٹی کا اموی سے نکاح:

جناب کشی نے رجال الکشی میں روایت نقل کی ہے جسے آیت اللہ خوئی اور دیگر بزرگان نے صحیح السند حدیث قرار دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول اس روایت کی سند اور مضمونِ حدیث مع ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

{ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمَ أَبُو إِسْحَاقَ (ع) مِنْ مَكَّةَ، فَذَكَرَ لَهُ قَتْلُ الْمُعَلَّى بْنِ

خُنَيْسٍ: قَالَ. فَقَامَ مُغْضَباً يَجُرُّ ثَوْبَهُ. فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ ابْنُهُ يَا أَبَتِ أَيْنَ تَذْهَبُ ؟ قَالَ لَوْ كَانَتْ نَازِلَةٌ لَأَقْدَمْتُ عَلَيْهَا. فَجَاء حَتَّى دَخَلَ عَلَى دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ. فَقَالَ لَهُ: يَا دَاوُدُ لَقَدْ أَتَيْتَ ذَنْباً لَا يَغْفِرُهُ اللَّهُ لَكَ. قَالَ: وَمَا ذَاكَ الذَّنْبُ ؟ قَالَ: قَتَلْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ: وَأَنْتَ قَدْ أَتَيْتَ ذَنْباً لَا يَغْفِرُهُ اللَّهُ لَكَ! قَالَ : وَمَا ذَاكَ الذَّنْبُ؟ قَالَ: زَوَّجْتَ ابْنَتَكَ فُلَاناً الْأُمَوِيَّ. قَالَ: إِنْ كُنْتُ زَوَّجْتُ فُلَاناً الْأُمَوِيَّ فَقَدْ زَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) عُثْمَانَ. وَلِي بِرَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ. قَالَ : مَا أَنَا قَتَلْتُهُ. قَالَ: فَمَنْ قَتَلَهُ ؟ قَالَ : قَتَلَهُ السِّيرَافِيُّ. قَالَ فَأَقِدْنَا مِنْهُ! قَالَ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ غَدَا إِلَى السِّيرَافِيِّ فَأَخَذَهُ فَقَتَلَهُ. فَجَعَلَ يَصِيحُ: يَا عِبَادَ اللَّهِ يَأْمُرُونِّي أَنْ أَقْتُلَ لَهُمُ النَّاسَ وَيَقْتُلُونِّي؛

اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق (ابو اسحاق علیہ السلام) مکہ سے تشریف لائے تو ان کے سامنے معلی بن خنیسؒ کے قتل کا تذکرہ کیا گیا، راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر امامؑ حالت غضب میں اپنی چادر کو زمین پر روندتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے، امامؑ کے فرزند اسماعیل نے ان سے کہا : بابا جان کہاں جا رہے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: اگر کوئی بلاء ٹوٹ پڑتی تو میں اس کی طرف بھی قدم بڑھاتا، امامؑ نکلے اور داؤد بن علی (عباسی) کے دربار میں داخل ہوئے اور فرمایا: اے داؤد تم نے ایسا گناہ انجام دیا ہے جسے اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا، داؤد نے کہا: وہ کونسا گناہ ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تم نے اہل جنّت سے تعلق رکھنے

والے ایک شخص کو قتل کیا ہے ، پھر کچھ لحظے امامؑ نے توقف کیا پھر فرمایا: ان شاء اللہ، داؤد نے کہا: آپ نے بھی ایک ایسا گناہ کیا ہے جس سے اللہ مغفرت نہیں فرمائے گا، امامؑ نے فرمایا: وہ کونسا گناہ ہے؟ داؤد نے کہا: آپؑ نے اپنی بیٹی کی شادی فلاں اموی سے کر دی ہے!! امامؑ نے فرمایا: اگر میں نے فلاں اموی سے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی تو حضرت عثمان (خلیفہ سوم) سے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی، میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اسوہ ہے، داؤد نے کہا: میں نے معلّیؒ کو قتل نہیں کیا، امامؑ نے فرمایا: پھر کس نے قتل کیا ہے؟ داؤد نے کہا: اسے سیرافی (داؤد کے سپاہی) نے قتل کیا ہے، امامؑ نے فرمایا: اس سے ہمیں قصاص لے کر دو، پھر جب اگلا دن آیا تو داؤد نے سیرافی کو پکڑا اور اسے قتل کر دیا اور لوگوں میں چیخ چیخ کر کہنے لگا : اے بندگانِ خدا! وہ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں ان کی خاطر لوگوں کو قتل کروں تاکہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں }

رجال الکشی کی اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں جس کی بناء پر مکتب تشیع کے تمام علماء رجال نے اسے معتبر اور صحیح السند روایت قرار دیا ہے۔ آیت اللہ خوئیؒ اپنی کتاب معجم رجال الحدیث میں معلی بن خنیس کے حالات میں اس حدیث کو رجال کشی سے نقل کرنے کے بعد ان الفاظ میں سند پر تبصرہ تحریر کرتے ہیں :

أقول: هذه الرواية أيضا صحيحة؛

میں کہتا ہوں: یہ روایت بھی صحیح ہے۔

پوری بحث کا خلاصہ

سادات

1. بنو ہاشم یعنی : حضرت علی کی اولاد، حضرت عقیل کی اولاد، حرت جعفر کی اولاد اور حضرت عباس کی اولاد سادات کہلاتی ہے۔رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔
2. ان تمام سادات پر زکوۃ حرام ہے۔
3. ان تمام سادات میں سے خاص طور پر حضرت علی و فاطمہ کی اولاد(فاطمی سادات) کو وہ خصوصی فضائل و مناقب کا مصداق بھی ٹھہرایا جاتا ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے، اور اس کی وجہ سے سادات کا احترام کیا جاتا ہے۔
4. البتہ احترام اور فضیلت میں فرق ہوتا ہے، ضروری نہیں جس کا احترام کیا جائے وہ فضیلت والا بھی ہو، فضیلت صرف علم،تقوی اور ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

کفو

1. نکاح کے لیے شریعت میں کفو کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔کفو چند الفاظ کا نام نہیں بلکہ وہ تمام چیزیں جو میاں بیوی میں جھگڑے اور نفرت کا سبب بن سکتی ہیں ان میں دونوں کو جہاں تک ممکن ہو برابر کرنا کفو کہلاتا ہے۔البتہ لڑکی اور اس کے اولیاء اپنی مرضی اور خوشی سے جس چیز سے دستبردار ہو جائیں وہ چیز کفو کے دائرے سے نکل جاتی ہے۔ مثلا لڑکی اور اولیاء دونوں غیر نسب میں شادی

کرنے پر راضی ہوں تو نسب کفو کی شرط سے خارج ہو جاتا ہے اور غیر نسب میں شادی کرنادرست ہو جاتا ہے۔

2. کفو کا یہ مفہوم قرآن، سنت، عمل رسول، عمل صحابہ، عمل حضرت علی و فاطمہ اور عمل حضرت حسین، ائمہ اربعہ، تمام علمائے اہل سنت والجماعت، عرب و ایران کے تمام علمائے اہل تشیع، مکاتب فکر میں سے تمام دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث سب کا یہی موقف ہے۔
3. البتہ صرف پاکستان اور انڈیا کے اہل تشیع اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے

1. سیدزادی کا نکاح غیر سید سے لڑکی اور اولیاء کی رضامندی سے درست ہے۔
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین بیٹیوں، حضرت علی و فاطمہ نے اپنی ایک بیٹی، حضرت حسین نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح غیر سید سے کیا تھا۔

فتاوی جات

سید کا نکاح غیر سید سے جائز ہونے کے لیے دیوبندی اور بریلوی مسلک کے تمام معروف و مشہور مفتیان کرام کے فتاویٰ جات ان کی کتب اور ان کی آفیشل ویب سائٹس پر موجود ہیں۔